احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

روزنامہ

الفضل

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

25 جولائی 2015ء

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

مجلس انصاراللہ کی ڈائمنڈ جوبلی پر خصوصی شمارہ
1940ء-2015ء

ہم بیج ہیں بویا ہوا اک فضلِ عمر کا ہر سمت گھنا سایہ ہے اس پاک شجر کا
ہر شاخ ہے اس پیڑ کی سرسبز و ثمر بار انصار ہیں انصار ہیں اللہ کے انصار

صدران مجلس انصاراللہ مرکزیہ وپاکستان 1940ء تا 2015ء (1954ء تا 1958ء حضرت مصلح موعود خود صدر رہے)



حضرت مولانا شیر علی صاحب
26 جولائی 1940ء تا 1947ء



حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب
1948ء تا نومبر 1950ء



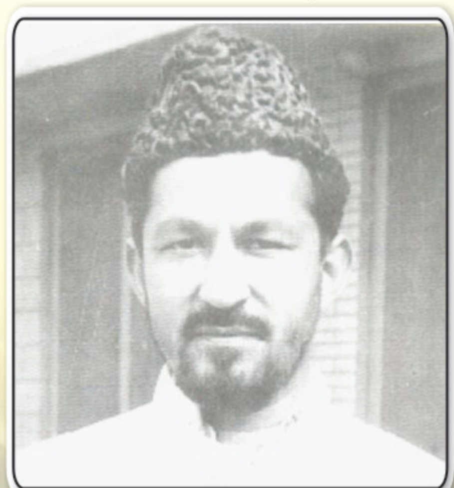
حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب
نومبر 1950ء تا اکتوبر 1954ء



حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفة المسیح الثالث)
آپ خلافت کے بعد بھی صدر رہے
1959ء تا 1968ء



حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
1969ء تا 1978ء



حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفة المسیح الرابع)
1979ء تا 10 جون 1982ء



محترم چوہدری حمید اللہ صاحب
10 جون 1982ء تا نومبر 1989ء (مرکزیہ)
نومبر 1989ء تا 31 دسمبر 1999ء (پاکستان)



محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
یکم جنوری 2000ء تا 31 دسمبر 2003ء



محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
یکم جنوری 2004ء تا 31 دسمبر 2009ء



محترم حافظ مظفر احمد صاحب
یکم جنوری 2010ء تا حال

ہر ہاتھ ہے تھامے ہوئے دامانِ خلافت
ہر فرد یہاں عجز و مروت میں ہے سرشار

اپنے تو رگ و پے میں اطاعت ہی اطاعت
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیار



حضرت خلیفۃ المسیح الثانی انصار سے خطاب فرمارہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سالانہ اجتماع انصاراللہ سے خطاب فرمارہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سالانہ اجتماع انصاراللہ 1957ء سے خطاب فرمارہے ہیں



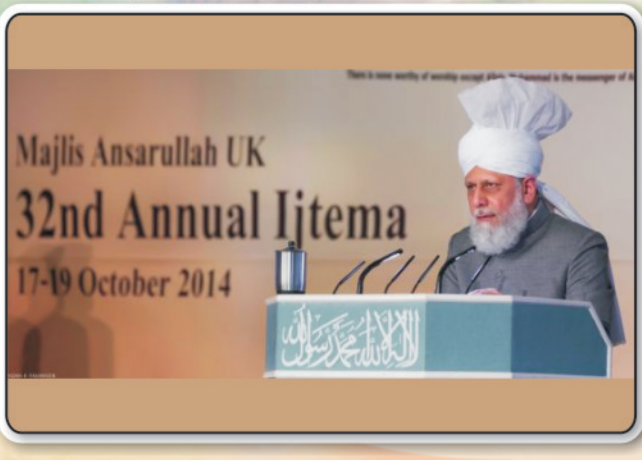
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث دفتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ میں خطاب فرمارہے ہیں



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے موقع پر
حضرت مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس سے کچھ استفسار فرمارہے ہیں۔



حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے موقع پر رونق افروز ہیں



آؤ طوفانوں بگولوں سے الجھنا سیکھیں
ہر بلا کے لئے سینوں کو سپر کرنا ہے



حضرت مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ) سے مجلس مشاورت کے موقع پر محترم مولانا محمد صدیق گورداسپوری صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی انعام وصول کررہے ہیں۔

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

ہفتہ 25 جولائی 2015ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

ہفتہ 25 جولائی 2015ء 8 شوال 1436 ہجری 25 وفا 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 168

مددگار بن جاؤ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے انصار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا تھا (کہ) کون ہیں جو اللہ کی طرف راہ نمائی کرنے میں میرے انصار ہوں؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی تو وہ غالب آ گئے۔ (سورۃ الصّف:15)

انصار اللہ کو حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ کی زرّیں نصائح

تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو قائم رکھتے چلے جاؤ

اپنی عمر کا حساب کرتے ہوئے، آخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فرائض وذمہ داریاں ادا کریں اور اولاد کی تربیت کی طرف متوجہ رہیں

وقت تھوڑا اور شام نزدیک

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا۔ **تیز قدم اُٹھاؤ جو شام نزدیک ہے** جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

موت کیا دور ہے؟ **جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے اگر وہ زندگی پالے گا تو دو چار برس اور پالے گا** یا زیادہ سے زیادہ دس برس اور آخر مرنا ہوگا۔ ......سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کوچ کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 427)

آخرت کے واسطے تیاری

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔

''تقویٰ کرنے کے متعلق حکم کے بعد یہ حکم ہے کہ **ولتنظر**............ چاہئے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا تیاری کی ہے؟ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے جو ہر وقت متبدل ہے کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرات جدا ہوتے جاتے ہیں اس قدر تیاریاں کی جاتی ہیں اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں تو پھر **کس قدر تیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہئے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جوابدہی لازم ہے۔**......

انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح میں کوشش کرتا رہے۔ جب مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو انسان کے حقیقی اعمال جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پسند یا غیر پسند ہوں، پیش ہوتے ہیں نہ کہ وہ اعمال جو لوگوں کے سامنے وہ دکھاتا اور ظاہر کرتا ہے''۔ (خطبات نور صفحہ 239)

خلافت کو ہمیشہ قائم رکھو

سیّدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے...... **اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہو جائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو پھر تمہارے لئے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں۔** اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔...... پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی۔''

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 114)

حقیقی انصار کی نشانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ حقیقتاً تو ہر احمدی کا ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعود نے جماعت احمدیہ میں بڑی اور پختہ عمر والوں کی تنظیم کو قائم کر کے اس کا نام بھی انصار اللہ رکھا۔ تا کہ **دوہرا احساس اس عمر میں پیدا ہو کہ ہمارا مقام اس دنیا میں انصار اللہ کا مقام ہے۔** تو ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم انصار اللہ ہیں۔ یہ دعویٰ کوئی معمولی دعویٰ نہیں ہے بلکہ بڑی ہی اہمیت کا حامل اور بڑی ہی ذمہ داریوں کا حامل یہ دعویٰ ہے۔ جو لوگ حقیقی معنی میں اللہ کے انصار بن جائیں۔ ان کی شناخت قرآن کریم نے بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ ...... اگر تم حقیقی معنی میں اللہ کے انصار بن جاؤ گے۔ تو اس کے نتیجہ میں دو باتیں ظاہر ہوں گی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو آسمانوں سے اترے گا اور اترتا رہے گا اور دوسرے یہ کہ ایک دفعہ حقیقی معنی میں اس کے انصار بن جانے کے بعد تمہارے ثبات قدم میں کوئی لغزش پیدا نہ ہوگی۔ اور تم ہمیشہ ہر آن اپنے فعل، اپنے عمل، اپنے قول سے یہ ثابت کرتے رہو گے کہ واقع میں تم اس کے انصار ہو۔

...... اس وقت تک ہم واقع میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی انصار اللہ ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ ثابت کر رہی ہے کہ ہم انصار اللہ ہیں کیونکہ اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ جو میری مدد کرے گا میں اس کی مدد کے لئے آؤں گا۔ تو جس کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ آسمانوں سے آئے اور اس کے فرشتے نازل ہوں اس کے متعلق قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں ہم حتمی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ واقع میں حقیر ہونے کے باوجود، کم مایہ ہونے کے باوجود، کمزور ہونے کے باوجود، غفلتوں کے باوجود جو کچھ انہوں نے خدا کے حضور پیش کیا تھا۔ اس نے وہ قبول کر لیا۔ (سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 53و59)

زعماء انصار اللہ کا فرض

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

''زعماء انصار اللہ کا فرض ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ صرف (بیوت الذکر) میں نماز کی تلقین اور یاد دہانی کا پروگرام بنائیں، اگر کوئی ایسے گھر ہیں جو (بیت الذکر) میں نہیں آتے تو گھروں میں جائیں اور گھر والوں سے ملیں اور ان کی منت کریں اور ان کو سمجھائیں کہ تمہارے گھر بے نور اور ویران پڑے ہیں۔ کیونکہ جو گھر ذکر الٰہی سے خالی ہے وہ ایک ویرانہ ہے اور جس گھر میں بے نمازی پیدا ہو رہے ہیں وہ تو گویا آئندہ نسلوں کیلئے ایک نحوست کا پیغام بن گیا ہے اس لئے ہوش کرو اور اپنے آپ کو سنبھالو اور نمازوں کی طرف توجہ کرو اس سے تمہاری دنیا بھی سنورے گی اور تمہارا دین بھی سنورے گا کیونکہ عبادت میں ہی سب کچھ ہے''۔

(خطبات طاہر جلد اول صفحہ 288)

گھر کے سربراہ کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ **متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔** رات کو اُٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے ضرور اُٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بار آور ہوگی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔ صرف ہاتھ اٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے، اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں''

(روزنامہ الفضل 21 ستمبر 2004ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

ادار یہ

مجلس انصاراللہ کو 75 سال مبارک ہوں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایک نئے آسمان اور زمین کی بنیاد ڈالی۔آپ کے مقدس ہاتھوں سے ان کی تخم ریزی کی گئی اور پھران بنیادوں پر مضبوط عمارتیں بنانے کا کام خلافت احمدیہ کے سپرد کردیا گیا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے پہلے مرکزی نظام کو مستحکم اساس پر قائم کیا اور پھر جماعت کی چاردیواری بنانے اوراسے مضبوط کرنے کے لئے شب وروز ایک کردیئے۔

حضور نے 1922ء میں لجنہ اماءاللہ قائم فرمائی۔اس کی ذیلی شاخ ناصرات الاحمدیہ ہے۔1938ء میں خدام الاحمدیہ کی داغ بیل ڈالی اوراسے بچوں کوسنبھالنے کاارشادفرمایامگراطفال الاحمدیہاورانصاراللہ کے قیام کا باقاعدہ اعلان حضور نے 26 جولائی 1940ء کو بیت اقصیٰ کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔اس طرح حضور نے جماعت کی چاردیواری مکمل کردی۔

مجلس انصاراللہ بھی دیگر تنظیموں کے ساتھ ساتھ بڑے نامساعد حالات میں مگر خلافت احمدیہ کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل قدم بقدم ترقی کرتی رہی اور 75 سال پورے کرتے ہوئے آج ایک تناور درخت بن چکی ہے۔جس پر حب رسولؐ اور اتباع محمدؐی اور عشق مسیح موعود کے پھول مہکتے ہیں۔ جسے خلافت احمدیہ کی بارش نشوونما دیتی ہے۔جس پر رضائے الٰہی اورانجام بخیر کے پھل لگتے ہیں۔

مجلس انصاراللہ کی تاریخ قربانیوں، ایثار، خدمت خلق اور تعلیمی وتربیتی کارناموں سے معمور ہے۔ یہ ایک لازوال تنظیم ہے جو خلافت احمدیہ کے قدم بقدم نیکی اور بھلائی کا پیغام اکناف عالم میں پھیلاتی چلی جائے گی۔

دنیا کے تمام انصار کو 75 سال مبارک ہوں اللہ کرے کہ جب یہ تنظیم 7500 سال پورے کرے تب بھی اپنے آباء کی قربانیوں کو تازہ کرنے والی ہو۔

مجلس انصاراللہ خصوصاً مجلس پاکستان نے اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے ایک وسیع سکیم بنائی ہے جس میں تعلیم وتربیت، خدمت خلق اور دعوت الی اللہ کے غیرمعمولی ہدف مقرر کئے ہیں۔ مالی قربانی کے ضمن میں بھی نئے ریکارڈ قائم کئے جارہے ہیں۔ہم الفضل کے اس خاص شمارہ کوانصاراللہ سے منسوب کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصاراللہ کے نام ایک خصوصی پیغام بھی جاری فرمایا ہے۔ جو پہلے ماہنامہ انصاراللہ کی زینت بن رہا ہے۔اس کے آخری چند فقرے سارے پیغام کا خلاصہ ہے۔حضور فرماتے ہیں۔

’’اپنے آباء واجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے دینی معیار بلند کرنے ہیں۔اولاد کی نیک تربیت کرنی ہے۔انہیں دینیات سکھانی ہے۔انہیں خلافت سے وابستہ رکھنا ہے۔انہیں ایم ٹی اے پر خلیفۂ وقت کے خطبات اور تقاریر سنانی ہیں۔ان سے خلیفۂ وقت کو خطوط لکھوانے ہیں۔انہیں نظام جماعت کی اطاعت اوراحترام سکھانا ہے اوران میں خدمت دین کے جذبے کوابھارنا ہے۔

انصاراللہ کی عمر ایک پختگی کی عمر ہے۔ اپنے نمونوں کو بھی نیک بنائیں۔ اپنے اہل خانہ کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نصیحت کرتے رہیں اور خود کو اور اپنے اہل وعیال کو خلافت اور نظام جماعت سے چمٹائے رکھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر اور آپ ہمیشہ پھلتے پھولتے رہیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔آمین‘‘

مرا مرشد غنی بھی ہے سخی بھی ۔۔۔ بھلا کس چیز کی مجھ کو کمی ہے
خلافت کا ہے ہم پہ ٹھنڈا سایہ ۔۔۔ بلا سے دھوپ جتنی بھی کڑی ہے
سنور جائیں مقدر ان کے بگڑے ۔۔۔ کرم کی اک نظر جن پر پڑی ہے

ابتدائی اور مختصر تاریخ مجلس انصاراللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 26 جولائی 1940ء کو خطبہ جمعہ میں مجلس انصاراللہ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصاراللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اورقادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اوپر ہیں،اس میں شریک ہوں‘‘۔

چنانچہ اس ارشاد کے پیش نظر سب سے پہلے قادیان میں اور پھر تمام برصغیر میں مجالس انصاراللہ قائم ہونا شروع ہوگئیں۔ 1941ء تک ان کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔

انصاراللہ کا ابتدائی پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کی روشنی میں انصاراللہ کے لئے جو پروگرام مرتب کیا گیااس میں مندرجہ ذیل امور شامل تھے۔

☆ تمام حلقہ جات میں نماز کی پابندی کی نگرانی کی جائے۔سُست افراد کو ترغیب کے ذریعہ چُست کیا جائے اورجو پابند نہ ہوں، ان کی رپورٹ مرکزی دفتر میں کی جائے۔

☆ خدام الاحمدیہ کے تعاون سے ناخواندہ افراد کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

☆ دعوت الی اللہ کے لئے انصاراللہ میں سے والنٹیئر لئے جائیں اور انہیں مختلف دیہات کے لیے بھجوایا جائے۔

☆ ہرسال ایک ہفتہ منایا جائے جس میں مخالفین سلسلہ کے اعتراضات اوران کے جوابات سے اراکین کو باخبر کیا جائے اور یہ کام خدام الاحمدیہ کے تعاون سے کیا جائے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انصاراللہ میں 14 سے زیادہ شعبے اورقیادتیں ہیں اور ہرشعبہ میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

پہلا مقامی اجتماع

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے زیراہتمام پہلا اجتماع بیت اقصیٰ قادیان میں مورخہ 25 دسمبر 1941ء کو مکرم نواب محمد دین صاحب کی زیرصدارت منعقد ہوا۔جس میں حضرت چوہدری سر ظفراللہ خان صاحب نے ’’تحریک وفرائض انصاراللہ‘‘ کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر کی۔اس کے بعد حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے انصاراللہ کے طریق کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔اس اجتماع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی تشریف لاکر خطاب فرمایا۔ ہجرت کے بعد 1984ء تک ربوہ میں مرکزی سالانہ اجتماعات کا سلسلہ جاری رہا۔ اب ہر ملک میں الگ الگ اجتماع ہوتا ہے۔

مرکزی دفتر کا قیام

مجلس انصاراللہ کے قیام کے بعد ابتدائی ایام میں مجلس کا کوئی دفتر نہ تھا۔اس زمانہ میں اجلاس عموماً بیت مبارک میں ہوا کرتے تھے اوران کا ریکارڈ مجلس کے ایک آنریری کارکن مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب شرما (سابق کشن لعل) ایک رجسٹر میں کیا کرتے لیکن جنوری 1943ء سے مجلس کا دفتر باقاعدہ طور پر گیسٹ ہاؤس (دارالانوار قادیان) کے ایک کمرہ میں قائم کردیا گیااورمکرم شیخ عبدالرحیم شرما صاحب کو ہی بیس روپیہ مشاہرہ پر بطور کلرک مقرر کردیا گیا۔ ان کے علاوہ ایک مددگار کارکن بمشاہرہ بارہ روپے کی منظوری بھی دی گئی۔

اب قادیان میں ایوان انصار اور ربوہ میں ایوان ناصر کے نام سے خوبصورت دفاتر اور گیسٹ ہاؤسز موجود ہیں۔

دستوراساسی

مورخہ 27/اکتوبر 1943ء کو مرکزی مجلس کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تاکہ دستوراساسی کے رنگ میں کچھ قواعد وضوابط مقرر کر لئے جائیں۔ اس اجلاس میں صدر مجلس حضرت مولوی شیر علی صاحب کے علاوہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے شرکت کی اورابتدائی دستوراساسی کی شکل میں کئی فیصلے کئے گئے اور قیادتوں کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔اس دستوراساسی کی نقل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بغرض ملاحظہ اورمنظوری صدر مجلس کے دستخطوں کے ساتھ ارسال کی گئی۔حضور انور نے اس پر تحریر فرمایا: ’’منظور ہے عمل کیا جائے‘‘۔اس دستور کی تفصیلات الفضل 2 دسمبر میں شائع ہوئیں۔

یہ دستور مختلف مراحل سے گزرتا رہا اور اب 2015ء میں 200 سے زائد قواعد پر مشتمل مطبوعہ شکل میں موجود ہے۔

پہلا بجٹ

مجلس انصاراللہ کا پہلا بجٹ آمد وخرچ از یکم مئی 1944ء تا آخر اپریل 1945ء مورخہ 2 دسمبر 1944ء پیش ہوکر منظور کیا گیا۔

بجٹ آمد: (1) آمد چندہ جات مقامی وبیرونی انصاراللہ 1200۔(2) عطیات از ذی ثروت احباب 600۔کل آمد: 1800 روپے

بجٹ اخراجات: (1) اخراجات عملہ 760۔ (2) سائر 60۔ (3) سامان فرنیچر 280۔

باقی صفحہ 4 پر

مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود الحسن نوری صاحب

ہماری زندگی کا عظیم الشان دور۔ انصاراللہ کا دور

پختہ عمر کے لوگ حکمت اور تجربہ کے لحاظ سے نوجوانوں پر فوقیت رکھتے ہیں

جدید سائنسی تحقیق کی روشنی میں 40 سال سے زائد عمر کے مثبت پہلوؤں کی وضاحت

عشق قرآن سے سرشار ایک پچپن سالہ احمدی عورت نے ایک مرتبہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ: کاش میں قرآن کریم کے معانی، قواعد اور تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے قابل ہوتی مگر میں تو بڑھاپے کی عمر میں داخل ہو چکی ہوں اور میرے قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں خصوصاً غوروفکر کرنے کی صلاحیت۔

اپنی خواہش کی تکمیل کی خاطر وہ عورت شب و روز دعاؤں میں منہمک ہوگئیں اور ساتھ ہی بعض ماہر عربی دان اور ماہر علوم قرآنیہ سے رابطہ کیا۔ ان کا یہ پروگرام نہایت ہی کامیابی کے ساتھ شروع ہوا اور ان کے خاوند بھی اس مقدس کام میں ان کے ساتھ شریک ہوئے۔ گھر میں ان کی گفتگو کا محور قرآن کریم ہی رہتا۔ دوران سفر بھی قرآن کریم کے متعلق مختلف CD,s کا مطالعہ و مشاہدہ ان کا مطمح نظر رہتا۔ ان کے ایک ہم شہری ستر سالہ بزرگ نے عشق قرآن کے باعث قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس فعل نے ان میں بھی عشق قرآن کو مزید سلگا دیا۔ یقیناً ان کا یہ مقدس عزم تعریف کے قابل ہے جس نے ایک درمیانی عمر کے جوڑے کو روحانیت میں ترقی کرنے کا رستہ دکھایا۔

اکثر انبیاء جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان کو نبوت کی خلعت تب سونپی گئی جبکہ وہ عمر کے درمیانی حصہ میں پہنچ چکے تھے۔ یقیناً خدا تعالیٰ کے قانون قدرت لازوال اور لامتناہی حکمتوں سے پُر ہوتے ہیں۔ محسن اعظم آنحضورؐ کو بھی یہ خلعت چالیس برس کی عمر میں سونپی گئی اور دو دہائیوں کے اندر ہی اندر آپ نے اسلام کا پیغام تمام عرب کے اکناف بلکہ اس کے آس پاس کے علاقوں تک پہنچا دیا۔ اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کا باعث آپ کی انسانیت کے لئے بے پناہ محبت، آپ کی عظیم الشان فراست اور دلائل قطعیہ تھے۔ اپنے دفاع کے علاوہ زور بازو اور طاقت کا استعمال کبھی بھی نہ کیا گیا۔

خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ایک واضح حکمت اور پیغام پر مبنی ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو جو اس درمیانی عمر یا اس سے بڑی عمر کو حاصل کر چکے ہیں اس فکر اور سوچ کی دعوت دیتا ہے کہ وہ معاشرے میں سپرد کی گئی اس نئی اور پہلے سے اہم ذمہ داری کو سمجھیں۔ گو وہ اپنی نوکریوں سے بڑی عمر کے باعث فارغ ہو چکے ہیں اور گھروں پر بے کار بیٹھے رہتے ہیں یا اپنے آپ کو معاشرے یا گھر والوں کے لئے ایک بوجھ تصور کرتے ہیں مگر ان کو ایسے خیالات کو ہوا دینے سے باز رہنا چاہئے۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کے خلفاء کے خطبات میں موجود اس عمر کی بیان شدہ اہمیت کے علاوہ نئی تحقیق بھی اس عمر کے متعلق عمدہ انکشافات کرتی ہے۔

Neuroscience، Paleoanthropolgy اور Reproductive Biology انسانی زندگی کے اس دور کے متعلق ہمارے سامنے نت نئے انکشافات کرتی نظر آتی ہیں۔ مشرقی معاشرے میں Middle Age یا انسانی عمر کے درمیانی حصہ کے متعلق عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ وقت ضائع کرنے اور معاشرے پر بوجھ بننے کی عمر ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بہت سے لوگوں کا تاثر ہے کہ پچاس یا پچپن سال کی عمر ہماری زندگیوں کا منفی باب ہے یا شاید کسی المیہ مثلاً غربت یا قحط کا باعث۔ جبکہ ایسی سوچ قطعاً غلط ہے۔ قرآن کریم میں اس پختگی کی عمر کو جس کا آغاز چالیسویں سال سے ہوتا ہے ایسی بابرکت عمر کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس میں خدا کے بندے خدا کے افضال اور اس کی نعمتوں کے حصول کے لئے ایک بابرکت سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ اس بابرکت دور زندگی کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے احسان کرے۔ اسے اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف ہی کے ساتھ اسے جنم دیا اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینہ ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی کی عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے رب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تجھ نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (سورۃ احقاف آیت نمبر 16)

جسمانی اعتبار سے جیسے ہی ہم عمر کی پختگی کے اس حصہ میں داخل ہوتے ہیں ہماری قریب کی نظر کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہے، فربہ پن جسم پر ظاہر ہونے لگتا ہے اور جلد لٹکنے لگتی ہے۔ جبکہ سائنسی تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ دیگر قویٰ مثلاً فکری اور ذہنی قابلیتیں شاذ و نادر ہی تبدیل ہوتی ہیں۔ درحقیقت جیسے جیسے ہماری عمر بڑھتی ہے اتنا ہی ہمیں چست جلد اور تیز نظر کی ضرورت کم ہوتی جاتی ہے۔ گو جس چیز کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے وہ دماغ کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالی ہم سے توقع کرتا ہے کہ ہم اپنی جوانی کا حصہ ان صلاحیتوں کی نشوونما میں صرف کریں۔ خدا تعالیٰ کے تمام پیغمبر اس امر کا زندہ ثبوت ہیں۔

یہ جسمانی تغیرات واضح طور پر بتلاتے ہیں کہ عمر کا درمیانی اور اس کا اگلا حصہ مکمل طور پر خدائی حکمتوں کے ماتحت مرتب اور منظّم کیا گیا ہے جو کہ کمزوری کا دور نہیں بلکہ انسان کی ترقی کا دور ہے۔ Medical Scientist ہونے کے لحاظ سے جب ہم جسمانی نشوونما کی بات کرتے ہیں تو ہم عموماً رحم مادر میں بچہ کی نشوونما کے متعلق تصور کرتے ہیں۔ درحقیقت نشوونما اور جینیاتی عمل جو اس نشوونما کا رستہ وضع کرتا ہے پختگی کی عمر تک نہیں رکتا اور اس عمر میں بھی کافی دیر تک جاری وساری رہتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَکَ ......۔

ترجمہ: وہ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے ٹھیک ٹھاک کیا پھر تجھے اعتدال بخشا۔ (الانفطار:8)

اسی طرح فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ......۔

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔ (التین:5)

یہ اہم تغیراتی دور جو کہ پختگی کی عمر سے اگلی عمر کی طرف ہمیں دھکیلتا ہے نہایت اہمیت کا حامل دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہمیں ایک اور نئے تروتازہ سانچہ میں ڈھال دیتا ہے۔

بظاہر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پختگی کی عمر میں انسانی دماغ بہت کمزور اور سست ہوتا ہے مگر درحقیقت یہ دماغ نہ صرف جوانی کی خصوصیات کا متحمل ہوتا ہے بلکہ اس عمر میں دماغ کو بعض نئے اوصاف سے بھی متصف کیا جاتا ہے۔ جوان عمر کے انسان کا ذہن عمر اور دہائیوں کے تجربہ کی پختگی کے ساتھ مزید خصوصیات کا حامل ہو جاتا ہے۔

تحقیق بتلاتی ہے کہ مثلاً: عمر کی پختگی کے ساتھ دماغ بھی پختہ ہوتا اور مسائل سے نپٹنے میں زیادہ مستعد ہوتا ہے اور کم جوشیلا ہوتا ہے۔ Melissa Lee Philips جو کہ American Psychological Association کی ممبر ہیں اپنی کتاب The Mind At Life, April 2011, VOL.42, No. 4 Print Version Page 38 پر رقمطراز ہیں کہ:

بعض پختگی کی عمر تک پہنچنے والوں نے اپنے ذہنی اور فکری خیالات کو بھی تقویت دی۔

اسی طرح ایک اور امریکی سائنسدان Patrisia Reuter Lorenzphd of The University of Michigan in Ann Arbor اس عمر کے متعلق کہتی ہیں:

اس عمر میں بھی دماغی صلاحیتوں کو محفوظ رکھنے، ان میں لچک پیدا کرنے اور دماغی اجزاء وخواص کو مزید بہتر رنگ میں ترتیب دیئے جانے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

سائنسی محقق Barbara Staurch کی تحقیق بعنوان Secret Life of The Grown up Brains کے مطابق ہمارے دماغ اس خصوصیت کے حامل ہیں کہ وہ عمر کے لحاظ سے تدریجی طور پر ترقی کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ اس بات پر بحث کرتی ہے کہ ہمارے دماغ 40 سے 60 سال کی عمر کے درمیان صلاحیتوں کے لحاظ سے اپنے جوبن پر ہوتے ہیں جو کہ پرانی تحقیقات کے مطابق اس سے کم عمر میں ہوتا تھا۔

اب تک کی سب سے وسیع پیمانے پر کی جانے والی تحقیق جو کہ Seattle Longitudinal Study کے نام سے موسوم کی جاتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقلی اور دماغی صلاحیتوں کے لحاظ سے چھوٹی عمر کے بالمقابل درمیانی اور بڑی عمر کے لوگ نہایت احسن رنگ میں پرکھے گئے معیاروں پر پورے اترے۔ مثلاً Vocabulary کے امتحان، یادداشت کے امتحان، مشاہدہ و معائنہ اور مختلف دماغی مشقوں کے امتحانات میں بڑی عمر کے لوگوں نے چھوٹی عمر کے لوگوں سے زیادہ بہتر کارکردگی دکھائی۔ نوجوان طبقہ حساب کتاب اور حساس چیزوں کو محسوس کرنے کے لحاظ سے زیادہ کامیاب رہا مثلاً یہ کہ بٹن کوئی کتنی تیزی سے دباتا ہے۔

خلاصۃً جو باتیں احمدیت میں ایک عرصہ سے جانی اور پہچانی جاتی ہیں وہ باتیں یہ محققین دنیا کے سامنے اب پیش کر رہے ہیں۔ انسان بڑھتی عمر کے ساتھ عقل مند ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انصاراللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس تنظیم کے ممبران کو عمر کے دو حصوں میں تقسیم کر کے مزید اس تنظیم کو استحکام بخشا یعنی ایک حصہ 55-41 اور دوسرا حصہ 56 سال کی عمر اور اس سے بڑی عمر والے لوگ۔ پس وہ کون سی خصوصیت ہے جو ایک زیادہ بڑی عمر کے شخص کے دماغ کو حاصل ہوتی ہے؟ پرانی تحقیقات کے مطابق نیورو سائنٹسٹس یہ سمجھتے تھے کہ انسانی دماغ آہستہ آہستہ اپنے Brain Cells کھوتا جاتا ہے جن کی شرح 30% تک ہو سکتی ہے جس کے باعث بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یادداشت میں کمی، توجہ کے

قائم رہنے میں کمی اور دماغی قویٰ میں سستی یہ تمام باتیں بڑھتی عمر کے ساتھ منسوب کی جا سکتی ہیں۔ بعض موجودہ تحقیقات اس کے مقابل یہ بتلاتی ہیں کہ گو ہم بعض ذہنی قویٰ کو ان کے کم استعمال کے باعث بڑی عمر میں کھو سکتے ہیں مگر ہمارے Brain Cells ہمارے زندہ رہنے تک قائم رہتے ہیں۔ سائنسدانوں نے اس امر کا بھی انکشاف کیا ہے کہ Myelin کی مقدار پختگی کی عمر تک دماغ میں بڑھتی رہتی ہے۔

Myelin ایسا چربی نما جز ہے جو Brain Cells کے اردگرد ایک حفاظتی بند بناتا ہے اور ان میں حاصل ہونے والے پیغامات کو سرعت سے پھیلاتا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ Myelin کی مقدار ہمارے دماغ کے ان حصوں میں جنہیں ہم سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں سب سے زیادہ ہوتی ہے مثلاً Frontal Lobe جو احساسات، ارادہ اور عمل کا باعث ہوتا ہے اور Temporal Lobe جو کہ زبان، موسیقی اور انسان کے مختلف رویوں کا باعث ہوتا ہے۔ محققین نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ Myelin ہماری دماغی صلاحیت کو 3000 گنا زیادہ بڑھا سکتا ہے اور ایک مدبر اور عاقل آدمی بننے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس تحقیق کی مزید تائید ہمارا یہ علم بھی کرتا ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اور رسولوں نے اپنا بیشتر وقت اور دماغی صلاحیتوں کو خدا کی یاد اور اس کے ذکر میں صرف رکھا۔ ان کے تمام افعال انسانیت کی بہبود اور خدا سے تعلق جوڑنے میں ہی صرف ہوتے ہیں۔ اگر اس پختگی کی عمر یعنی انصاراللہ کی عمر میں ہم لوگ اپنا وقت قرآن شریف پر غور و تدبر اور قیام اللیل میں گزاریں تو ان کی دماغی صلاحیت یقیناً اسی تحقیق کے مطابق ہزاروں گنا زیادہ بڑھ سکتی ہے۔

انبیاء اور خلفاء نے اپنی پختگی کی عمر میں نہایت عظیم الشان افعال سرانجام دیئے جو آئندہ نسلوں کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سائنسدانوں نے اس حقیقت کا بھی پتہ لگایا ہے کہ جوں جوں ہم عمر رسیدہ ہوتے ہیں ہم بجائے دماغ کے ایک حصہ کے اپنے دماغ کی دونوں اطراف کا استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ عمل Bilateralisation کہلاتا ہے۔ سائنسدان اس کو اس طرح تفصیلاً بیان کرتے ہیں کہ یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے ایک کرسی کو ایک ہاتھ کی بجائے دو ہاتھوں سے اٹھانا۔ اسی قوت کے باعث بڑی عمر کے لوگ چھوٹی عمر کے لوگوں سے زیادہ جلدی کسی بھی مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ مسائل کو جلد بھانپ لیتے ہیں، غلطیوں کی بہتر رنگ میں اصلاح کر سکتے ہیں اور عقل کے لحاظ سے بہتر فیصلے لے سکتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے دماغ Dopamine کے اثر سے کافی حد تک بری ہوتے ہیں۔ Dopamine ایک ایسا Hormone ہے جو کہ نوجوان طبقے میں جذباتی فیصلے کروانے کا محرک بنتا ہے۔ اسی طرح عمر رسیدہ لوگ بغیر سوچے سمجھے کسی بھی جذباتی معاملہ کا فیصلہ جذباتی طور پر نہیں کرتے کیونکہ ان کے دماغ نوجوان عمر کے طبقہ کے مقابلہ میں تحمل سے فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی ہے جسے دراصل ہم عقل سے موسوم کرتے ہیں۔

عمر رسیدہ لوگوں کا ایک اور مثبت پہلو یہ ہے کہ ان کی پرانی یادداشت قائم رہتی ہے۔ یہ درست ہے کہ ان کی وقتی یادداشت کمزور ہو جاتی ہے مگر اس کی وجہ یہ نہیں کہ وقتی یادداشت کی تمام معلومات ہی ان کے دماغ سے ضائع ہو چکی ہوتی ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دماغ میں پہلے ہی پرانی یادداشتوں کی اتنی معلومات ہوتی ہیں کہ ان کے لئے یہ اسی طرح ہوتا ہے جیسے بھوسے میں سے سوئی نکالنا۔ یہ بھی ایک درست امر ہے کہ ان کے ذمہ بھاری ذمہ داریاں اور مسائل ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود Neuro Scientists اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بزرگ کم عمر لوگوں سے زیادہ اپنی زندگی سے مطمئن ہوتے ہیں۔ یہ امر درویشان قادیان میں نہایت ہی واضح تھا جن کا میں نے جلسہ سالانہ قادیان 2014ء میں انٹرویو لیا تھا محض اور محض خدا کا عظیم الشان فضل اور خدا کی راہ میں کئے گئے انفرادی اعمال ہیں جو دائمی سکون اور اطمینان کی حالت کا باعث بنتے ہیں۔

پس انصار کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی عمر کے اس حصہ میں ہونے کے باعث مایوس ہوں۔ پختگی کی عمر انصار میں ایک عظیم الشان عمر ہے۔ قرآن کریم اور خلفاء حضرت مسیح موعود کی ہدایات پر جب ہم عمل کریں گے تو ہماری زندگیاں خوشیوں سے بھرپور گزریں گی اور اب جبکہ سائنسی تحقیقات بھی انصار کی عمر میں یہ ثبوت بہم پہنچا رہی ہیں تو اب تو ہمیں دین کی خاطر قربانیوں کیلئے مزید آگے سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ایک پختہ ذہن ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر قویٰ اور مختلف خواص سے معطر اور مقوی ہوتا ہے۔

بقیہ از صفحہ 2: ابتدائی تاریخ مجلس انصاراللہ

ج۔ اخراجات غیر معمولی 475۔ میزان کل اخراجات: 1535 روپے

انصاراللہ کا عہد

نومبر 1944ء کے ماہانہ اجلاس میں قائد عمومی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے یہ تجویز پیش کی کہ انصاراللہ کے جلسوں میں عہد دہرانے کا طریق رائج کیا جائے اور اس غرض کے لیے وہ الفاظ مقرر کئے جائیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے جلسہ جوبلی 1939ء کے موقع پر لوائے احمدیت لہراتے وقت بطور عہد مقرر فرمائے تھے۔ اس تجویز کو منظور کر لیا گیا اور اسی جلسہ میں پہلی مرتبہ عہد دہرایا گیا۔

سالانہ اجتماع 1956ء کے موقع پر حضور نے ایک اور عہد تجویز کیا۔ چنانچہ اب یہی عہد دہرایا جاتا ہے۔ عہد کے الفاظ یہ ہیں۔

(تشہد) میں اقرار کرتا ہوں کہ...... احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

اس دور سے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ دسمبر 1945ء تک بیرونجات میں 248 مجالس قائم ہوئیں جن میں سے 125 شہری تھیں اور 123 دیہاتی۔

شوریٰ

1955ء سے ہر سال مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا جانے لگا۔ 1965ء، 1974ء، 1975ء، 1984ء اور 2008ء میں بعض وجوہات کی بناء پر شوریٰ کا انعقاد نہیں ہو سکا۔ دسمبر 2014ء میں 55ویں شوریٰ منعقد ہوئی۔ پہلے اس کے اجلاسات سالانہ اجتماع پر ہوتے تھے 1985ء سے مخصوص حالات کی وجہ سے محدود شوریٰ کے علیحدہ اجلاسات منعقد ہو رہے ہیں۔

انصاراللہ کا جھنڈا اور علم انعامی

شوریٰ 1956ء کے فیصلہ کے مطابق مجلس انصاراللہ کا جھنڈا تجویز کیا گیا۔ کپڑے کا طول 5 فٹ 2 انچ اور عرض 2 فٹ ساڑھے 9 انچ ہے۔ سفید زمین کے دائیں جانب اوپر والے کونے میں دوفٹ آٹھ انچ لمبا اور ایک فٹ پانچ انچ چوڑا سیاہ حصہ ہے جس کے وسط میں ساڑھے چھ انچ قطر کا سفید بدر کامل ہے۔

علم انعامی کا بھی وہی ڈیزائن ہے جو انصاراللہ کے جھنڈے کا ہے اور یہ اول آنے والی مجلس کو عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے 8 مارچ 2015ء کو صدر مجلس محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے انصاراللہ کے احاطہ میں پرچم کشائی کی۔

مرکزی سالانہ اجتماع

پاکستان میں پہلا سالانہ اجتماع 19،18 نومبر 1955ء کو منعقد ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہی اس کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی خطاب کے بعد بقیہ کارروائی فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے صحن میں زیر صدارت نائب صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب شروع ہوئی۔ اس اجتماع میں 56 مجالس کے 92 نمائندگان نے شرکت کی اور زائرین کی تعداد 323 رہی۔

حالات کے جبر کی وجہ سے 1984ء سے اس کے متبادل 1999ء میں سالانہ سپورٹس ریلی اور 2001ء میں سالانہ علمی ریلی کا آغاز ہوا۔ علاقہ، اضلاع اور علاقہ میں محدود پیمانے پر اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں جس میں مرکزی عہدیداران بھی شرکت کرتے ہیں۔

ذیلی تنظیموں کے نظام میں انقلابی تبدیلی

1989ء سے قبل ذیلی تنظیموں کے مراکز ربوہ میں تھے۔ 3 نومبر 1989ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اعلان فرمایا کہ آئندہ سے ہر ملک کی ذیلی تنظیمیں ملکی سطح پر منتخب ہوں گی اور ہر ملک کا صدر براہ راست خلیفۃ المسیح کو جواب دہ ہوگا۔ اس طرح حضور نے مجلس مرکزیہ کی بجائے ہر ملک میں الگ الگ ذیلی تنظیموں کا نظام جاری فرمایا۔

ماہنامہ انصاراللہ

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان ماہنامہ انصاراللہ اکتوبر 1960ء سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اب ربوہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے متعدد ممالک سے انصاراللہ کے ترجمان رسائل شائع ہوتے ہیں۔

انصاراللہ کے عظیم الشان کردار کی جھلکیاں

جماعت کے انصار نے ہر شعبہ میں نہایت عمدہ نمونے پیش کئے

عبدالسمیع خان

حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لئے جو لائحہ عمل تجویز فرمایا اور خلفائے سلسلہ نے جس طرح ان راہوں پر جماعت احمدیہ کو گامزن کیا وہ تاریخ عالم کا ایک حیرت انگیز انقلاب ہے جس سے حال کی دنیا بے خبر ہے مگر ایک وقت آئے گا کہ دنیا سر اٹھا کر عظمت کے ان میناروں کو دیکھے گی اور ان سر بفلک چوٹیوں کو سلام پیش کرے گی۔

انصاراللہ نے اپنے کردار میں جو پاک تبدیلیاں پیدا کیں وہ عالم روحانی کا ایک خوبصورت نقشہ ہے۔ مجلس انصاراللہ کی اجتماعی کارکردگی اور تنظیمی پروگرام یقیناً بے مثال ہیں۔ مگر انفرادی طور پر انصار نے جو نیک نمونے اور دلکش اخلاق دکھائے وہ بھی ناقابل فراموش اور خلافت احمدیہ کی قوت قدسیہ کی روشن دلیل ہیں۔ آیئے اس کے چند نظاروں سے مشام جام معطر کریں۔

ان سعادت مندوں میں وہ بھی شامل ہیں جو بچپن یا جوانی سے صدق وسداد کی راہوں پر قدم مارتے رہے اور تادم واپسیں اس جادہ استقامت سے منحرف نہ ہوئے بلکہ عشق الٰہی اور وفا میں بڑھتے چلے گئے اور وہ بھی ہیں جو بعد میں آئے اور پہلوں سے بہت آگے بڑھ گئے اور وہ بھی جو انصاراللہ کی باقاعدہ تنظیم کے قیام سے پہلے سے عاشقانہ رنگ رکھتے تھے اور پھر یہ رنگ مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔ یہ سب واقعات اللہ تعالیٰ کی اور امام وقت کی اطاعت کے نمونے ہیں۔

نماز اور تعلق باللہ

مجلس انصاراللہ کے پہلے صدر حضرت مولانا شیر علی صاحب کے نماز پڑھنے کی عجیب شان تھی نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ حتی الامکان بیت مبارک میں نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے مغرب کی نماز بیت المبارک میں پڑھ کر آتے کھانا کھاتے وضو کرتے اور پھر نماز کے لئے چلے جاتے اس معمول میں گرمی سردی بارش بادل آندھی بیماری کوئی چیز حائل نہ ہو سکتی تھی۔ گھنٹوں خدا کے حضور خشوع وخضوع سے کھڑے رہتے وضو اتنے اطمینان اور توجہ سے کرتے کہ دوسرے آدمی اس دوران دس دفعہ وضو کر کے فارغ ہو جائیں۔

(سیرت شیر علی ص81,80 از ملک نذیر احمد صاحب ربوہ 1955ء)

مکرم شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی حضرت مولانا شیر علی صاحب کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ مجھے مولوی شیر علی صاحب کی رفاقت میں نماز کے لئے بیت مبارک میں جانے کا موقع ملا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو نماز ختم ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ مجھے اپنے ہمراہ لئے بیت اقصیٰ لے گئے لیکن وہاں بھی اتفاق سے نماز ختم ہو چکی تھی۔ اب حضرت مولوی صاحب مجھے ساتھ لے کر بیت فضل (جو ارائیاں محلّہ میں تھی) کی طرف چل پڑے۔ وہاں پہنچے تو نماز کھڑی تھی۔ چنانچہ ہم نے نماز باجماعت ادا کی۔ اس طرح مجھے حضرت مولوی صاحب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے شوق سے روحانی طور پر ایک خاص لذت محسوس ہوئی اور یہ سبق بھی کہ حتی الامکان نماز باجماعت ادا کی جائے۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علی ص263)

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی ادائیگی نماز باجماعت کا تذکرہ مولوی سلیم اللہ صاحب یوں کرتے ہیں:

آپ کی صاحبزادی حلیمہ بیگم نزع کی حالت میں تھیں کہ نداء نماز ہوگئی۔ آپ نے بچی کا ماتھا چوما اور سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے سپرد خدا کر کے بیت الذکر چلے گئے۔ بعد نماز جلدی سے اٹھ کر واپس آنے لگے تو کسی نے ایسی جلدی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ نزع کی حالت میں بچی کو چھوڑ آیا تھا اب فوت ہو چکی ہو گی اس کے کفن دفن کا انتظام کرنا ہے۔ چنانچہ بعض دوسرے دوست بھی گھر تک ساتھ آئے اور بچی وفات پا چکی تھی۔

(رفقاء احمد جلد 5 حصہ سوم ص82 طبع اول 1964ء)

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 1985ء ص89)

چوہدری صاحب کی پابندیٔ نماز کی گواہی سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے بھی دی وہ لکھتے ہیں آپ (دینی) شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے اور آپ کی کوٹھی پر جب بھی نماز ہو تو نماز پڑھنے کے فرائض آپ کے ایک باورچی ادا کرتے ہیں یعنی اپنے باورچی کی امامت میں نماز پڑھتے ہیں۔

(اخبار ریاست دہلی 28 مئی 56 بحوالہ رفقاء احمد جلد 11 ص191)

خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب (انصاراللہ کے نائب صدر) کے متعلق ایک مربی صاحب بیان کرتے ہیں:

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب باقاعدگی سے نماز تہجد ادا فرماتے تھے جو ہم نوجوانوں کے لئے اس سلسلہ میں بہترین نمونہ تھے۔ جب میں لائل پور میں مربی سلسلہ تھا تو آپ میرے پاس بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک رات ہم آدھی رات سے بھی زائد عرصہ تک باتیں کرتے رہے۔ پھر ہم سو گئے۔ میں نے دل میں گمان کیا کہ آج مولانا صاحب نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکیں گے۔ مگر جب تہجد کے وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ آپ بڑی رقت سے نماز تہجد ادا کر رہے ہیں۔

(الفضل 27 جنوری 2003ء)

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ خدا بخش صاحب درویش قادیان کے ریلوے سٹیشن کے قلی تھے ان کے دو ہی شوق تھے ایک یہ کہ نماز باجماعت ادا کرنی ہے اور حتی الوسع یہ نماز بیت مبارک قادیان میں ادا کرنی ہے۔ جو ریلوے سٹیشن سے کافی دور تھی۔ مجھے علم نہیں کہ ان کے پاس کوئی گھڑی تھی یا نہیں مگر نمازوں کے اوقات کا انہیں علم تھا۔ جب نماز کا وقت قریب ہوتا تو وہ کسی سواری کا سامان نہیں اٹھاتے تھے اور بھاگم بھاگ بیت الذکر کا رخ کرتے۔

دوسرا شوق انہیں یہ تھا کہ بیت مبارک میں اس مقام پر کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ اگر وہ جگہ خالی نہ ہوتی تو نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد وہ پچھلی صف میں بیٹھ کر انتظار کرتے اور جونہی وہ جگہ خالی ہوتی تو فوراً وہاں چلے جاتے اور عین اسی جگہ کھڑے ہو کر سنتیں اور نفل ادا کرتے جہاں حضرت مسیح موعود نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بس یہی دو شوق ان کے تھے جسے وہ حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد انہوں نے درویشان قادیان میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ (الفضل 23 جنوری 2003ء)

مکرم عبدالحلیم سحر صاحب بیان کرتے ہیں:

ابا جی اور تایا جان (قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم قریشی فضل حق صاحب مرحوم) دونوں گولبازار میں اکٹھی دکان کرتے تھے۔ یہ دونوں بھائی نمازوں کے اوقات کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔

ایک دن نماز عصر میں تقریباً چار یا پانچ منٹ باقی تھے دکان پر سودا خریدنے تین چار خواتین آئیں ابا جی دکان بند کرنے کی تیاری کر رہے تھے انہوں نے خواتین سے کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اب سودا نماز کے بعد ملے گا۔ خواتین نے کہا کہ قریشی صاحب ابھی دے دیں ہم انتظار نہیں کرسکتیں ابا جی نے کہا کہ نہیں پہلے نماز پھر کاروبار۔ عورتوں نے کہا کہ قریشی صاحب 50,40 روپے کا سامان خریدنا ہے۔ (اس وقت اتنے روپوں کی بہت اہمیت تھی) خواتین نے کہا کہ سامان ہمیں دے دیں ورنہ ہم کسی اور سے خرید لیں گی آپ نے انہیں کہا کہ کسی اور سے خرید لیں بہت اچھا ہے۔ میں نے ابا جی سے کہا کہ ابھی پانچ منٹ ہیں سودا دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ رازق اللہ ہے اس کی عبادت پہلے کاروبار بعد میں۔ غرض دکان بند کی اور بیت میں چلے گئے چہرے پر اطمینان اور بے غرضی تھی۔ جب نماز کے بعد دکان کھولی تو دو یا تین منٹ بعد ایک گاہک آیا اور 460 روپے کا سودا خریدا اور چلا گیا۔ ابا جان نے مجھے مخاطب ہو کر کہا بیٹا دیکھا میرے خدا نے مجھے کئی گنا زیادہ عطا کر دیا ہے۔ یہ حیران کن واقعہ تھا کیونکہ اس زمانے میں دکان کی کل سیل 400 یا 500 روپے دن میں ہوتی تھی۔ خاکسار کا ایمان اور توکل اس واقعہ کے بعد اور مضبوط ہو گیا۔

(الفضل 6 دسمبر 1999ء)

حضرت مرزا عبدالحق صاحب کی پیدائش جنوری 1900ء میں ہوئی اور 1916ء میں حضرت مصلح موعود کی بیعت کی اور 2004ء میں ان کی عمر 104 برس سے زیادہ تھی اس وقت ایک انٹرویو میں آپ فرماتے ہیں:

16 سال کی عمر سے اب تک کوئی نماز قضا نہیں کی اور نہ روزہ قضا کیا ہے۔ ...... خدا تعالیٰ توفیق دے تو کافی وقت تہجد میں گزار سکتا ہوں۔

(الفضل 25 جنوری 2002ء)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بیسویں صدی کے عظیم موحد سائنسدان تھے۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود نماز اور دیگر دینی شعار کے پابند تھے۔ نوبیل انعام کی اطلاع ملنے پر سب سے پہلے بیت الفضل لندن میں نوافل ادا کئے۔ لندن میں جمعہ کے روز اول وقت بیت الذکر میں تشریف لاتے اور پہلی صف میں امام کے عین پیچھے بیٹھتے۔

اٹلی کے سنٹر میں نماز جمعہ کی امامت خود کرتے تھے۔

(ماہنامہ خالد ربوہ دسمبر 1997ء ص162,49)

مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب صدر جماعت احمد نگر رہے۔ نماز کے اس قدر پابند کہ ایک بار گھوڑی چوری ہو گئی اور کہیں سے پتہ چلا کہ فلاں طرف کسی کو لے جاتے دیکھا گیا ہے۔ پہلے ادھر جانے لگے لیکن پھر سوچا صبح جمعہ ہے اگر اتنے فاصلے تک گیا تو جمعہ رہ جائے گا۔ چنانچہ جمعہ کو اہمیت دی اور اللہ پر توکل کیا۔ خدا تعالیٰ کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ

اسی رات گھوڑی خود بخود گھر پہنچ گئی۔

(الفضل 11دسمبر 2010ء)

خدمت و عشق قرآن

محبت الٰہی کا ایک زینہ محبت قرآن ہے۔ حضرت مسیح موعود کے کئی رفقاء نے اپنے پہلے بزرگوں کی اتباع میں بڑی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ جن میں حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے نام بھی آتے ہیں۔ (رفقائے احمد جلد 11 ص 161)

1913ء میں ایک غیراحمدی صحافی محمد اسلم صاحب قادیان آئے اور چند دن قیام کر کے واپس گئے۔ انہوں نے واپسی پر اپنے تاثرات تفصیل سے شائع کرائے جن میں لکھا:

صبح کی نماز منہ اندھیرے چھوٹی (بیت) میں پڑھنے کے بعد جو میں نے گشت کی تو تمام احمدیوں کو میں نے بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کہ لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی (بیوت) میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کو قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 ص 441)

چنیوٹ کے حاجی تاج محمود صاحب نے 1902ء میں تحریری بیعت کی۔ 1939ء میں رمضان شریف کے مہینہ میں ان کی اہلیہ کی وفات ہوئی۔ حاجی صاحب مع چند اور احمدیوں کے تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کا ایک نواسہ جو حافظ قرآن تھا۔ قرآن مجید سنا رہا تھا کہ ساتھ والے مکان سے رونے کی آوازیں آئیں اور ایک لڑکے نے آ کر بتلایا کہ حاجی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس وقت چار تراویح پڑھی جا چکی تھیں۔ اس حادثہ کی اطلاع پا کر حاجی صاحب نے اناللہ پڑھا اور اپنے نواسے کو ہدایت کی کہ بقیہ چار تراویح میں حسب معمول قرآن مجید سنائے۔ پوری نماز ختم کرنے کے بعد وہ اور دیگر اقربا میت والے مکان میں گئے۔

1941ء میں چنیوٹ میں جب بیت الذکر تعمیر ہوئی تو اس دن سے آخری ایام تک وہ بیت الذکر ان کا ملجا و ماویٰ بنی رہی۔ ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت اور وعظ و نصیحت میں مصروف رہتے تھے۔

(تبعین احمد جلد 10 ص 50,49)

مکرم مجید احمد بشیر صاحب اپنے والدین کے متعلق لکھتے ہیں:

محترم والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں مختلف شہروں میں مقیم رہے لیکن ماہ رمضان ربوہ میں ہی گزارتے تھے۔ رمضان المبارک میں قرآن کریم کے دو دو تین تین دور کرتے اور ہمیں بھی تلقین کرتے۔ پورے گھر میں ایک مقابلہ کی روح رہتی۔ آپ اس بات کو یقینی بناتے کہ آخری روزہ کے دن چاند نظر آنے سے قبل کم از کم ایک دفعہ گھر کا ہر فرد قرآن مجید ختم کرے۔ قرآن کریم صحت سے پڑھنے کی طرف ہر وقت توجہ دلاتے بلکہ جب ہم تلاوت کرتے تو اگر زیر زبر کی غلطی ہو جاتی تو فوراً درست کرواتے۔ گو حافظ قرآن تو نہ تھے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عربی کے قواعد کی کسی حد تک سدھ بدھ رکھتے تھے۔ رمضان المبارک میں بیت مبارک میں درس قرآن سے استفادہ کرتے اور ہمیں بھی نہ صرف تلقین کرتے بلکہ نگرانی بھی فرماتے تھے۔ تمام بہن بھائیوں نے چھوٹی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا تھا۔ اس سلسلہ کو اولاد در اولاد بھی قائم رکھا۔ اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں نے ہمارے والدین کی خصوصی دعاؤں اور کوششوں سے قرآن کریم کا پہلا دور چھوٹی عمروں میں ہی مکمل کر لیا اور اس طرح بچپن سے ہی ان کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت بٹھا دی۔ (الفضل 8مارچ 2012ء)

مکرم محمد شفیع خان صاحب لکھتے ہیں کہ میں 1965ء میں کراچی سے لاہور سرکاری ملازمت پر آیا تو دلی دروازہ کی بیت الذکر میں احمدی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ مکرم انشاء اللہ خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ 50 کے لگ بھگ تھے۔ ان سے بے تکلفی ہو گئی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ تم مجھے کچھ ایسے بچے ڈھونڈ کر دو جنہیں میں قرآن شریف پڑھا دیا کروں میرے پاس عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت خالی ہے ایسے بچے جو سکول جاتے ہوں اور دن کے پچھلے پہر پڑھنا چاہیں وہ مجھے بتا دیں۔ میں نے ان سے کہا میں سانده کلاں میں رہتا ہوں۔ وہاں قریب کی آبادی کرشن نگر میں احمدی رہتے ہیں پتہ کر کے بتاؤں گا میں ابھی لاہور میں نیا ہوں زیادہ واقفیت نہیں مجھے کچھ وقت دیں وہ کہنے لگے ٹھیک ہے مجھے چند یوم میں بتا دیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کے گھر سے سانده کلاں دو تین میل دور ہے کیا آپ کے پاس گاڑی ہے جس پر آپ اتنی دور آ سکیں گے کہنے لگے گاڑی تو ہے لیکن میں پیدل جایا کروں گا تاکہ میری واک بھی ہو جائے۔ کچھ دن بعد پھر انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ بچے قرآن کریم پڑھانے کے لئے دو میں نے جواب دیا کوشش کر رہا ہوں ابھی تک کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ میرا جواب سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے کئی روز گزر گئے تو ایک روز ملاقات پر بتایا کہ مجھے بچے مل گئے ہیں وہ بہت خوش تھے۔ وہ صبح گھر سے نوافل اور تہجد ادا کر کے نکلتے اور پیدل چاہے کتنی بھی دور بچوں کے گھر ہوں وہاں جاتے پہلے نماز فجر وہاں ادا کرتے پھر بچوں کو قرآن کریم پڑھا کر پیدل ہی واپس گھر تک آتے وہ دفتری اوقات کے بعد پیدل نکلتے اور قرآن کریم پڑھا کر مغرب تک واپس آ جاتے انہوں نے یسرنا القرآن خود مرکز سے منگوا کر رکھے تھے۔ جو وہ خود بلا معاوضہ بچوں کو دیتے مجھے ایک دن کہنے لگے تم نے کیا حضور پُرنور کا یہ قول سنا ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کو دنیا میں عزت دیں گے وہ آسمان پر قیامت کے روز عزت پائیں گے۔

(الفضل 24مئی 2011ء)

مکرم محمد شفیق قیصر صاحب لکھتے ہیں:

ابا جان محترم چوہدری محمد حسین صاحب راجن پور کے قریب ایک گاؤں موضع سوہیں میں رہتے تھے۔ چھوٹی عمر میں قادیان دارالامان تشریف لے آئے۔ ابا جان قرآن کریم کے عاشق تھے۔ ایک چھوٹے سائز کا قرآن کریم ہر وقت ابا جان کے پاس رہتا۔ جب بھی موقع ملتا بجائے کسی اور گپ شپ کے ابا جان قرآن مجید کو کھول کر اس کی تلاوت کرتے۔ آپ زمیندار تھے۔ بیلوں کے ذریعہ کاشتکاری کرتے ہل چلاتے ہوئے جب تھک جاتے تو آرام کرنے کے لئے جب بیٹھتے تو قرآن کریم کو کھول کر پڑھنا شروع کر دیتے۔ بعض اوقات جب اکٹھے زمیندار ہل وغیرہ چلاتے تو آرام کے وقت جبکہ دوسرے لوگ حقہ پینے یا پھر دوسری دنیاداری کی باتوں میں مشغول ہوتے تو آپ قرآن کریم کو جیب سے نکال کر اس کی تلاوت میں مشغول ہوتے۔ آپ کو فارغ بیٹھے ہوئے نہ دیکھا یا تو آپ کسی نہ کسی کام میں مشغول ہیں، سو رہے ہیں یا پھر قرآن کریم آپ کے ہاتھوں میں ہوتا اور آپ اس کی تلاوت کر رہے ہوتے۔ اگر وقت ایسا ہوتا یا روشنی کا انتظام نہ ہوتا تو بعض مسنون دعائیں جو قرآن کریم میں ہیں ان کو بآواز بلند بڑے سوز سے گھر میں، سفر میں پڑھتے رہتے۔

(الفضل 9دسمبر 2009ء ص 5 کالم 2)

جلسہ سالانہ

مکرم غلام محمد لون صاحب کاٹھ پوری کشمیر کے باسی تھے۔ 1954ء تا 1994ء (وفات تک) جلسہ قادیان میں شرکت کی توفیق پائی۔ آپ کا جوان بیٹا محمد اقبال دسمبر 1988ء میں کار کے حادثہ میں وفات پا گیا۔ اس وقت بھی آپ یہ کہتے ہوئے جلسہ پر جانے کی تیاری میں لگ گئے کہ میرا بیٹا ہمیں چھوڑ کر چلا گیا، میں جلسہ سالانہ کی برکات کیوں چھوڑ دوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 2014ء ص 18)

مالی قربانی

بانی انصاراللہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد کو وصیت سے آزاد رکھا ہے۔ اس لئے میں وصیت کرنا خلاف شریعت سمجھتا ہوں لیکن اس شکریہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے اوسطاً پانچواں حصہ اپنی آمد کا چندوں اور للّٰہی کاموں میں خرچ کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ بلکہ میں تو گھر کے خرچ کے لئے جو قرض لیتا ہوں اس میں سے بھی چندہ ادا کرتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اپنی ضرورتوں کے لئے قرض لیتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے لئے قرض کیوں نہ لیں۔ (انوار العلوم جلد 12 ص 306)

1939ء میں جماعت نے پچاس سالہ جوبلی میں 2 لاکھ 70 ہزار روپیہ بطور تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جو حضور نے 1952ء میں سارے کا سارا مع نذرانے ادارہ الشرکۃ الاسلامیہ کے حوالے کر دیا جو اردو میں احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کے لئے حضور نے قائم فرمایا تھا۔ اسی ادارہ نے دینی خزائن، ملفوظات اور تفسیر کبیر کے سیٹ شائع کئے۔

حضرت مسیح موعود نے یہ خواہش بھی ظاہر کی تھی کہ منارۃ المسیح کے ساتھ ایک کمرہ بنایا جائے جس میں 100 آدمی بیٹھ سکیں۔ اس میں مذہبی تقاریر کا جلسہ ہو اور دین حق کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 296)

1945ء کی مجلس مشاورت میں یہ معاملہ بھی ضمناً زیر غور آیا تو حضرت مصلح موعود نے تحریک فرمائی کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد کے لئے ایک سے ہزار ہونے کی دعا ہے اس لئے ہمیں اتنا بڑا ہال بنانا چاہئے جس میں ایک لاکھ افراد بیٹھ سکیں حضور نے 2 لاکھ روپیہ کی تحریک کی۔ بعض احباب نے کہا کہ اس مقصد کے لئے ہم ساری ساری جائیداد وقف کرنے کے لئے تیار ہیں۔ موقع پر ہی 2 لاکھ 22 ہزار روپے جمع ہو گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 503 تا 509)

حضرت مسیح موعود کے ایک رفیق بشیر الدین صاحب بھاگلپوری نے اس تحریک میں شامل ہوتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا:

خدا تعالیٰ کا بڑا شکر ہے۔ میں نے 1905ء میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس وقت آپ سے سنا تھا کہ قادیان مرجع خاص و عام ہوگا اور اب دیکھ لیا ہے کہ عظیم الشان جماعت بن رہی اور بنتی جا رہی ہے۔ اس لئے بہت زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے ہال بننا چاہئے۔ کیونکہ ساری دنیا کے مذاہب کے نمائندے آئیں گے اور بڑے بڑے لوگ آئیں گے ہماری ساری جائیدادیں اس ہال کی تعمیر کے لئے حاضر ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد دہم ص 506)

حضرت مصلح موعود نے 1944ء میں وقف جائیداد کی تحریک فرمائی تھی۔

حضرت مسیح موعو کے ایک رفیق حضرت میاں خدا بخش صاحب گوندل نمبردار موضع کوٹ مومن ضلع سرگودھا نے حضور کی خدمت میں لکھا:

حضور کے غلام نے آپ کا خطبہ جمعہ مورخہ 18 ربیع الاول کل مورخہ 17 مارچ 44ء کو پڑھا ...... جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک پڑھ کر دل کو اس قدر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ میری جائیداد قریب قریب اس وقت بوجہ جنگ کے دو لاکھ کی ہے۔ میں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے بسم اللہ کر کے وقف کرتا ہوں۔ یہ جائیداد کیا چیز ہے میرا سر بھی اس کام کے لئے حاضر ہے......

جنوری 1324 ھش 1954ء میں آپ نے اپنی زرعی زمین سے ایک کنال کا رقبہ صدر انجمن احمدیہ کے نام رجسٹری کرا دیا بیت احمدیہ کی تعمیر شروع کی مگر ادھر یہ بیت پایہ تکمیل تک پہنچی ادھر واپسی کا بلاوا آ گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 ص 539)

خدمت خلق

قادیان میں ایک نابینا حافظ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پرانے رفقاء میں تھے۔ ایک روز ایک حکیم صاحب کے پاس گئے اور یہ شکایت کی کہ میرے کانوں میں شائیں شائیں کی آواز سنائی دیتی ہے اور سنائی بھی کم دیتا ہے کوئی علاج بتائیں۔ حکیم صاحب نے بتایا کہ آپ کے کانوں میں خشکی ہے۔ دودھ پیا کریں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ روٹی تو مجھے حضور کے لنگر سے مل جاتی ہے دودھ کہاں سے پیوں۔ اسی دوران حضرت مولوی شیر علی صاحب (مجلس انصاراللہ کے پہلے صدر) وہاں سے گزرے اور انہوں نے یہ ساری گفتگو سن لی اور خاموشی سے چلے گئے۔ اسی روز رات کے وقت ایک شخص حافظ صاحب کے پاس آیا اور قریباً ڈیڑھ سیر دودھ دے کر چلا گیا اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا وہ شخص خاموشی سے آتا اور دودھ دے کر چلا جاتا۔ حضرت حافظ صاحب نے یہ قصہ شیخ عبدالعزیز کو سنایا۔

شیخ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں میرے دل میں خیال آیا کہ دیکھوں کہ یہ کون شخص ہے جو مسلسل ڈیڑھ سال سے دودھ لے کر آتا ہے اور کبھی ناغہ بھی نہیں کرتا اور نہ ہی رقم کا مطالبہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس خیال کے تحت میں ایک روز اس شخص کے آنے سے پہلے ہی حافظ صاحب کے دروازے کے آس پاس گھومنے لگا۔ اتنے میں ایک شخص ہاتھ میں برتن لئے ان کے گھر کے اندر چلا گیا۔ چونکہ سردیوں کے دن تھے۔ اس لئے حافظ صاحب اندر چارپائی پر بیٹھے تھے۔ اس شخص نے حسب معمول دودھ دیا۔ میں اسے دیکھنے کے لئے جب اندر داخل ہوا تو وہ میرے پاؤں کی آہٹ سن کر کمرہ کے اندر ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔ اندر اندھیرا تھا اس لئے میں پہچان نہ سکا۔ غور سے دیکھا تو ایک شخص دیوار سے لگا دکھائی دیا۔ میں نے پاس جا کر پوچھا کہ بھائی تم کون ہو؟ مجھے دھیمی سی آواز آئی ''شیر علی'' یہ سنتے ہی میرے پاؤں تلے سے جیسے زمین نکل گئی۔ میں سخت شرمندہ ہوا کہ جس کام کو حضرت مولوی صاحب راز میں رکھنا چاہتے تھے میں نے اسے افشاء کر دیا۔ مجھے دیر تک آپ کے سامنے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی تھی۔ (سیرت شیر علی)

سخت سردی کا موسم تھا۔ ضلع امرتسر کے احمدی نور محمد صاحب کے پاس نہ کوٹ تھا نہ کمبل۔ صرف اوپر نیچے دو قمیص پہن رکھی تھیں کہ گاڑی میں ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اسی وقت اپنی ایک قمیص اتار کر اسے پہنا دی۔ ایک سکھ دوست بھی ساتھ سفر کر رہا تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگا ''بھائیا جی ہن تھاڈاتے بیڑا پار ہو جائے گا'' ''آپاں دا پتہ نئیں کی بنے''؟ چند دن بعد وہ احمدی ایک گرم کمبل خرید کر اسے اوڑھ کر حسب معمول احمدیہ بیت الذکر مغلپورہ میں نماز فجر کے لئے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فتح دین نامی ایک شخص جو کسی وقت بہت امیر تھا۔ بیماری اور افلاس کا مارا سردی سے کانپ رہا ہے۔ نور محمد صاحب نے اسی وقت وہ نیا کمبل اسے اوڑھا دیا۔ (روح پرور یادیں ص 287)

1970ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے نصرت جہاں سکیم جاری فرمائی۔ جس میں انصار ڈاکٹرز اور اساتذہ کو بھی خصوصی خدمت کی توفیق ملی۔

اس سکیم میں اللہ تعالیٰ نے جو برکت ڈالی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے 1980ء میں فرمایا:

اس سکیم کے تحت بہت سے احباب نے جانی قربانی کا جو نمونہ پیش کیا وہ بھی کچھ کم اہم نہیں ہے۔ بہت سے ڈاکٹروں نے مغربی افریقہ میں نئے کلینک کھولنے اور انہیں چلانے کے لئے تین تین سال وقف کئے۔ میں نے ان سے کہا تم خدمت کے لئے جا رہے ہو۔ جاؤ ایک جھونپڑا ڈال کر کام شروع کر دو اور مریضوں کی ہر ممکن خدمت بجا لاؤ۔ میں ابتدائی سرمائے کے طور پر انہیں صرف پانچ سو پونڈ دیتا تھا۔ انہوں نے اخلاص سے کام شروع کیا۔ غریبوں سے ایک پیسہ لئے بغیر ان کی خدمت کی۔ امراء نے وہاں کے طریق کے مطابق اپنے علاج کے اخراجات خود ادا کئے۔ اب وہاں ہمارے ایسے ہسپتال بھی ہیں جن کی بچت تمام اخراجات نکالنے کے بعد ایک ایک لاکھ پونڈ سالانہ ہے۔ دو سال کے اندر اندر 16 ہسپتال کھولنے کی توفیق مل گئی۔ پھر ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور اب تو میڈیکل سنٹروں کی تعداد چوبیس پچیس ہو گئی ہو گی۔ وہاں لوگ ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ ہمارے علاقہ میں بھی ہسپتال قائم کرو۔

اسی طرح مغربی افریقہ کے ممالک میں پہلے یہ حالت تھی کہ...... کا کوئی ایک پرائمری سکول بھی نہ تھا۔ سارے سکول عیسائی مشنوں کے ہوتے تھے۔ ...... بچے بھی انہی کے سکولوں میں پڑھنے پر مجبور تھے۔ وہ براہ راست بائبل کی تعلیم دیئے بغیر ان کا عیسائی نام رکھ کر انہیں چپکے سے عیسائی بنا لیتے تھے۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے وہاں پرائمری، مڈل اور ہائر سیکنڈری سکول کھولنے کی توفیق دی۔ اس طرح وہاں...... بچوں کی تعلیم کا انتظام ہوا۔ نصرت جہاں منصوبہ کے تحت سولہ نئے ہائر سیکنڈری سکول کھولنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے وہاں اس سے زیادہ تعداد میں سکول کھولنے کی توفیق عطا کردی۔ (غلبہ حق) کی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مضبوط بنیادوں کی ضرورت تھی۔ سو اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں منصوبہ کے تحت یہ بنیادیں فراہم کر دیں۔

اب وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری اس خدمت کا اتنا اثر ہے کہ نائیجیریا میں ہماری جماعت کے جلسہ سالانہ میں ملک کے صدر نے جس کا تعلق ...... نارتھ سے ہے جو پیغام بھیجا اس میں جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھا کہ میں تمام ...... سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں بھی ملک وقوم کی اسی طرح خدمت کرنی چاہئے۔ جس طرح جماعت احمدیہ نائیجیریا کر رہی ہے۔

(دورہ مغرب ص 24)

وقف عارضی

وقف عارضی کی سکیم قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا بہترین موقع ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:

میں نے ایک بزرگ کو ایک ایسی جماعت میں بھیجا جو تعداد میں بہت بڑی ہے۔ انہوں نے وہاں جا کے (بیت) میں ڈیرہ لگا لیا اور دعائیں کرنے لگ گئے۔ انہوں نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے دیکھا کہ شروع میں جماعت پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ پہلے ہفتہ انہوں نے یہ رپورٹ بھیجی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت مر چکی ہے اور اس کے زندہ ہونے کی اب کوئی امید نہیں۔ دوسرے ہفتہ کی رپورٹ بھی اس قسم کی تھی۔ تیسرے ہفتہ کی رپورٹ میں انہوں نے لکھا کہ میں نے پہلے جو رپورٹیں بھجوائی ہیں وہ سب غلط تھیں جماعت مری نہیں بلکہ زندہ ہے لیکن خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کی تربیت کی جائے اور اسے جھنجھوڑا جائے تو اس کی زندگی کے آثار زیادہ نمایاں ہو جائیں گے۔ وہ زندگی جو جماعت ہائے احمدیہ نے حضرت مسیح موعود ...... کے ذریعہ اپنے ربّ سے حاصل کی ہے۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 404)

جن احباب نے تحریک وقف عارضی میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے ان پر انفرادی اور اجتماعی طور پر مختلف رنگوں میں بے پناہ فضل نازل فرمائے۔ ان میں انصار بھی تھے اور خدام بھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک موقع پر ان افضال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اس تحریک میں حصہ لینے والے ان پڑھ تھے یا کم پڑھے ہوئے تھے۔ یا بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر کے تھے یا بڑی عمر کے، اللہ تعالیٰ نے ان پر قطع نظر ان کی عمر، علم اور تجربہ کے (کہ اس لحاظ سے ان میں بڑا ہی تفاوت تھا) اپنے فضل کے نزول میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اس عرصہ میں ان سب پر اللہ تعالیٰ کا ایک جیسا فضل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کے فضل سے 99 فیصدی واقفین عارضی نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا دل اس احساس سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں اس پر اتنے فضل نازل کئے ہیں کہ وہ اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا اور اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ خدا کرے اسے آئندہ بھی اس وقف عارضی کی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق ملتی رہے۔ اور بعض جماعتوں نے تو یہ محسوس کیا کہ گویا انہوں نے نئے سرے سے ایک احمدی کی زندگی اور اس کی برکات حاصل کی ہیں۔ ان کی غفلتیں ان سے دور ہو گئی ہیں اور ان میں ایک نئی روح پیدا ہو گی۔ ان میں سے بہتوں نے تہجد کی نماز پڑھنی شروع کر دی۔ (خطبات ناصر جلد اول ص 402)

وقف جدید کے ایک معلم بیان کرتے ہیں:

ہمارے علاقہ کے ایک بزرگ کا واقعہ ہے جب وہ چھ ہفتے کے وقف عارضی پر جانے لگے تو گندم کی بوائی کا موسم تھا گندم کاشت کی تو اپنے کھیت میں کھڑے ہو کر کہا اب پانی اسے خدا دے گا۔ یہ علاقہ بارانی تھا بارش کے پانی سے ہی فصل نے تیار ہونا تھا۔ دوسرا یہ کہ بارانی علاقہ والی فصل میں اگر پانی کو روکا نہ جائے تو وہ اچھی طرح سیراب نہیں ہوتی۔ کیونکہ زمین ریتلی ہوتی ہے۔ آناً فاناً پانی خشک ہو جاتا ہے یا آگے نکل جاتا ہے۔ بیوی بچوں نے کہا آپ تو جا رہے ہیں۔ آپ نے گندم کاشت کی ہے علاقہ بارانی ہے اور اس کے پانی کو کون سنبھالے گا۔ کہنے لگے میرے خلیفہ کا حکم ہے میں نے جانا ضرور ہے۔ فصل میں نے کاشت کر دی ہے اب خدا اس کو سیراب کرے گا۔ چنانچہ وہ بزرگ وقف عارضی پر چلے گئے۔

روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ جب بھی ان کی فصل کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو ہم نے اس فصل پر بارش برستے دیکھی جب بزرگ اپنی وقف عارضی پوری کر کے واپس لوٹے۔ اپنی فصل کی طرف گئے تو تمام دوسرے لوگوں کی فصل سے ان کی فصل اور پر لہلہا رہی تھی۔

(الفضل 13 مارچ 2006ء)

دیانت

ہمالیہ کے دامن میں واقع گاؤں آسنور میں حضرت حاجی خواجہ عمر ڈار صاحب کو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے حسن اخلاق اور بلند کردار سے جلد ہی مضبوط جماعت یہاں قائم ہو گئی۔ آپ ایک دیانتدار تاجر تھے۔ جب آپ پہلی بار قادیان سے واپس آئے تو اپنے تجارتی شراکت دار کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کے بارہ میں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے بیعت کر لی ہو تو میری طرف سے ابھی بیعت کا خط لکھ دیں۔ جب کسی نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے بغیر تحقیق کئے کیسے بیعت کر لی تو وہ کہنے لگے کہ عمر ڈار نے تجارت میں مجھے کبھی دھوکا نہیں دیا تو مذہب میں میرے ساتھ کس طرح دھوکا کرے گا!۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 ستمبر 2014ء ص 18)

جانی قربانی

تقسیم ہند کے بعد حضرت مصلح موعود نے تحریک فرمائی کہ ہم قادیان کسی صورت میں مکمل طور پر نہیں چھوڑیں گے اور ایسے جاں بازوں کی ضرورت ہے جو جان ہتھیلی پر رکھ کر قادیان میں ٹھہر جائیں اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کریں حضور نے اپنے ایک بیٹے سمیت 313 احمدیوں کا وہاں ٹھہرنے کے لئے انتخاب فرمایا۔ چنانچہ 16 نومبر 47ء سے وہاں عہد درویشی کا آغاز ہوا۔ ان احمدیوں نے جس ایمان، استقامت اور فدائیت کا مظاہرہ کیا اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ایڈیٹر اخبار ریاست نے لکھا:

باقی صفحہ 12 پر

مکرم مظفر احمد درانی صاحب

تاریخ انصاراللہ کے چند اہم سنگ میل اور خدمات

پہلے صدر اور مجلس عاملہ

حضرت مصلح موعود نے حضرت مولانا شیر علی صاحب کو مجلس کا پہلا صدر نامزد فرمایا اور آپ کی اعانت کے لئے تین سیکرٹریان مقرر فرمائے۔

1۔حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحب ایم اے

2۔حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے

3۔حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب

1943ء کے آخر میں صدر صاحب کی عاملہ کا ممبر اور ایک شعبہ کا انچارج قائد کہلوایا اور مجلس عاملہ یوں بنی۔

1۔حضرت مولانا شیر علی صاحب صدر مجلس

2۔حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے، قائد دعوت الی اللہ

3۔حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب، قائد تعلیم و تربیت

4۔حضرت میر محمد اسحاق صاحب، قائد مال

17 مارچ 1944ء کو حضرت میر صاحب کی وفات ہوئی تو سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ان کی جگہ قائد مال مقرر ہوئے۔

5۔حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحب ایم اے، قائد عمومی

اس کے علاوہ درجِ ذیل تین اعزازی ممبران مقرر ہوئے۔ 1۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب 2۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب 3۔خان بہادر چوہدری ابوالہاشم صاحب۔

(تاریخ انصاراللہ جلد اول)

خلفاءِ سلسلہ کی ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:

(انصار) کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں۔اگر مناسب سمجھا گیا تو بعض لوگوں سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں 3 دن یا کم و بیش اکٹھے بھی لئے جاسکتے ہیں۔اس تنظیم کے ذریعہ علاوہ اور کاموں کے اس امر کی بھی نگرانی رکھی جائے گی کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے جو بیت الذکر میں نماز باجماعت پڑھنے کا پابند نہ ہو۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 79-78)

انصاراللہ کی ابتدائی پانچ ذمہ داریاں:

حضرت مصلح موعود نے ابتداء میں انصاراللہ کی درج ذیل پانچ ذمہ داریاں مقرر فرمائیں:

1۔دعوت الی اللہ کرنا

2۔قرآن شریف پڑھانا

3۔شرائع کی حکمتیں بتانا

4۔اچھی تربیت کرنا

5۔قوم کی دینی کمزوریوں کو دور کرکے اسے ترقی کے میدان میں بڑھانا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 ص 86)

انصار اللہ کا پہلا سالانہ اجتماع 25 دسمبر 1944ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں 4 بجے سہ پہر منعقد ہوا۔جس کے افتتاحی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے درج ذیل امور کی طرف توجہ دلائی۔

’’زندگی کے آثار پیدا کرنے کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول تنظیم کامل ہو جائے۔دوسرے متواتر حرکتِ عمل پیدا ہو جائے اور تیسرے اس کے کوئی اچھے نتائج نکلنے شروع ہو جائیں۔

کونوا مع الصادقین یعنی اگر تم اپنے اندر تقویٰ کا رنگ پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کا گر یہی ہے کہ صادقوں کی مجلس اختیار کرو تا کہ تمہارے اندر بھی تقویٰ کا وہی رنگ تمھارے نیک ہمسایہ کے اثر کے ماتحت پیدا ہو جائے جو اس میں پایا جاتا ہے......۔

پس تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ اپنے متعلقات اور اپنے گردوپیش کی اصلاح کی کوشش کی جائے اس سے اپنی اصلاح ہوتی ہے،اس سے قوم میں زندگی پیدا ہوتی ہے اور کامیابی کا یہی واحد ذریعہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا:

’’اجتماعات میں۔چاہے ایک مجلس سے ایک ہی نمائندہ کیوں نہ آئے مگر آئے ضرور۔‘‘

(تاریخ انصاراللہ دوم ص 21)

’’دو باتیں۔عاجزانہ دعاؤں سے اپنے رب کو راضی کرو اور تمہارا اصل کام تربیت کا کام ہے‘‘۔

(تاریخ انصاراللہ دوم ص 16)

’’جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت (دین) کے حسین اخلاق پر قائم ہو اور اصلاح یافتہ معاشرہ اپنے ماحول میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔معاشرہ کی برائیوں سے خود کو محفوظ رکھنا اور معاشرہ کو برائیوں سے بچانا آپ کی ذمہ داری ہے۔‘‘

(تاریخ انصاراللہ دوم ص 52)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا:

’’رپورٹوں کو اعداد و شمار میں ڈھالیں، لمبے فقروں کی ضرورت نہیں۔مبالغہ آرائی سے کام نہ لیں،سچائی پر قائم رہیں،اسی کی ساری برکت ہے۔‘‘

(تاریخ انصاراللہ جلد سوم ص 9)

’’کئی نئی بدرسومات کے خلاف جہاد کا کام ہے جسے میں خصوصیت کے ساتھ انصاراللہ کے سپرد کرتا ہوں۔‘‘ (تاریخ انصاراللہ جلد سوم ص 22)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’جب میں ایک بات کسی مجلس انصاراللہ کو کہتا ہوں تو وہ سب کے لئے ہوتی ہے۔‘‘

(الفضل 2 جنوری 2010ء)

’’سب کو باقاعدگی سے پانچوں نمازیں ادا کرنی چاہئیں۔انصار کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ سب کو نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔قرآن کریم کی تلاوت کی طرف توجہ ہونی چاہئے اور روزانہ تلاوت ہونی چاہئے۔‘‘

(الفضل 20 نومبر 2013ء ص 5)

’’یاد رکھیں کہ انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری نئی نسل کی تربیت ہے۔اگر انصار اپنے بچوں کی (دینی) تعلیمات کے مطابق تربیت کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ایک اہم مقصد کو حاصل کرنے والے ٹھہریں گے، اس کے لئے آپ کو نیک نمونہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(سبیل الرشاد جلد چہارم ص 155)

تعمیر دفتر و دیگر عمارات

مجلس انصاراللہ کا آغاز بغیر کسی دفتر کے ہوا، ابتدائی سالوں میں میٹنگز اور اجلاسات بیت الذکر میں ہی منعقد ہو جایا کرتے تھے۔جنوری 1943ء کو گیسٹ ہاؤس دارالانور کے ایک کمرہ میں مجلس کا دفتر قائم کیا گیا اور مکرم شیخ عبدالرحیم شرما صاحب کو بطور کلرک مقرر کیا گیا۔اور 1944ء میں دفتر کے فرنیچر ایک میز، چار کرسیاں اور ایک بنچ کی خرید کے لئے ساٹھ روپے کی منظوری ہوئی۔

قیامِ پاکستان کے بعد نئے مرکز ربوہ میں انصاراللہ کے بھی نئے دفتر کی ضرورت تھی جس کے لئے بارہ کنال کا قطعہءِ زمین الاٹ کیا گیا اس کا سنگ بنیاد 20 فروری 1956ء کو حضرت مصلح موعود نے رکھا۔جس کی مرحلہ وار تکمیل ہوئی۔آج شعبہ وار دفاتر کے علاوہ دومنزلہ وسیع ایوانِ ناصر، میٹنگ رومز اور مجلس کی تقریبات کے مہمانوں کے لئے تین سرائے ناصر جہاں سینکڑوں مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام ہے۔کارکنان کی رہائش کے لئے 9 کوارٹرز کا بھی انتظام ہے۔تمام عمارات کو ضروری فرنیچر اور جدید سہولیات سے آراستہ کیا جاچکا ہے۔

سہ ماہی میٹنگز

مرکزی مجلس عاملہ، ناظمین علاقہ واضلاع اور زعماءِ اعلیٰ کی سہ ماہی میٹنگز مرکز میں منعقد کی جاتی ہیں جس میں باہمی مشاورت سے طے پانے والے کاموں کا جائزہ لے کر بقیہ کام کی تکمیل کا عزم کیا جاتا ہے۔

سال سیرۃ النبیؐ

مجلس شوریٰ کی تجویز اور حضور پُرنور کی منظوری سے 2013ء سیرۃ النبیؐ کے سال کے طور پر منایا گیا اور اس کے مختلف پروگرام سارے سال پر پھیلا دیئے گئے تھے۔اسی سال سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر خصوصی مقابلہ مقالہ مضمون نویسی بھی منعقد کروایا گیا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کی روشنی میں سیرۃ النبیؐ کے سال میں سیرتِ رسولؐ کو عام کرنے کے لئے مجلس انصاراللہ پاکستان نے خصوصی سیرت سیمینارز کا اہتمام کیا جن کا انعقاد ایوانِ ناصر میں ہوتا رہا۔2013ء میں ایسے 20 سیمینارز منعقد کئے گئے جن میں علماءِ سلسلہ نے مختلف عناوین پر اپنی پُرمغز تحقیقات پیش کیں۔

2013ء میں 4 علاقہ جات میں 284، 10 اضلاع میں 252، 31 مجالس میں 141 سیرۃ النبیؐ کے پروگرام منعقد ہوئے۔

علمِ انعامی

حسن کارکردگی کے لحاظ سے اول آنے والی مجلس کو علم انعامی دیئے جانے کا آغاز 1957ء سے ہوا۔سب سے پہلا علمِ انعامی مجلس انصاراللہ ملتان شہر نے حاصل کیا۔

سالانہ اجتماعات

مجلس انصاراللہ کا پہلا سالانہ اجتماع 1944ء کو قادیان میں منعقد ہوا۔ جبکہ پاکستان میں مجلس انصاراللہ کا پہلا سالانہ اجتماع 1955ء کو ربوہ میں منعقد ہوا۔1959ء تک یہ اجتماع دوروزہ ہوا کرتا تھا۔پھر 1960ء سے اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے تین دن کا کر دیا گیا۔

1981ء کا سالانہ اجتماع جو 30۔اکتوبر تا یکم نومبر کو منعقد ہوا۔ یہ پندرھویں صدی ہجری کا پہلا اجتماع تھا جس نے ہر لحاظ سے نئے ریکارڈ قائم کئے۔ یہ اجتماع بیت اقصیٰ کے احاطہ میں منعقد ہوا جس کی کل حاضری 7783 تھی جن میں سے انصار 4600 جبکہ زائرین 3183 تھے، جس میں آٹھ بیرونی ممالک سے بھی نمائندگی ہوئی۔پچیس مجالس کے 92 انصار سائیکلوں پر تشریف لائے۔

1983ء کا اجتماع آخری مرکزی اجتماع ثابت ہوا کیونکہ پھر پابندیوں کی وجہ سے گورنمنٹ نے اجتماع کے انعقاد کی اجازت نہ دی۔اس اجتماع کی حاضری 5094 تھی۔ 107 مجالس سے 358 انصار سائیکلوں پر تشریف لائے۔

کچھ یادیں کچھ باتیں

اور مشاعرہ

علمی ریلی اور سپورٹس ریلی کے موقع پر رات کو ایک علمی نشست کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے جس میں بزرگانِ سلسلہ خلفاءِ کرام سے وابستہ اپنی یادیں بیان کرتے ہیں یہ سلسلہ بہت ہی ازدیادِ ایمان کا موجب ہوتا ہے اور بعض سالوں میں حمدیہ، نعتیہ، آزاد یا عظمتِ خلافت کے عنوان پر مشاعرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

شائع کردہ کتب

انصاراللہ کی طرف سے سیرۃ النبیؐ، سیرتِ

صحابہ رسولؐ، سبیل الرشاد (انصاراللہ کو خلفاءِ سلسلہ کی ہدایات)، تاریخ انصاراللہ کے علاوہ علمی اور تربیتی عناوین پر متعدد کتب نیز پمفلٹس، فولڈرز اور سرکلرز کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔

نیز کتب حضرت اقدس مسیح موعود کی آڈیو DVDs تیار کی جا چکی ہیں۔ جبکہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے دور صدارت میں حضرت اقدس مسیح موعود کے متعدد رفقاء کرام کے حالات اور ان کی روایات ان کی آواز میں ریکارڈ کی گئیں۔

خدمت خلق

خدمت خلق جماعت احمدیہ کا شیوہ ہے۔ اسی جذبہ کے پیش نظر مجلس انصاراللہ میں شعبہ ایثار قائم ہے۔ جس کے تحت خدمت انسانیت کے کئی پروگرام جاری ہیں۔ جماعتی صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر پاکستان کے پسماندہ علاقہ تھرپارکر میں مٹھی کے مقام پر المہدی ہسپتال تعمیر کر کے وقف جدید کے سپرد کیا گیا۔

☆ مرکزی دفتر مجلس انصاراللہ پاکستان میں مستقل فری ہومیو ڈسپینسری ہزاروں مریضوں کو ہر ماہ مفت علاج کی سہولت مہیا کر رہی ہے، وبائی بیماریوں کے موسم میں نسخہ جات تیار کر کے ملک بھر میں بھجوائے جاتے ہیں۔ خواہ وہ ملیریا اور ڈینگی کا موسم ہو خواہ سیلاب کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریاں ہوں۔

☆ فری میڈیکل کیمپس بھی انصاراللہ کا ایک مستقل پروگرام ہے جو پسماندہ علاقوں میں جا کر یہ سہولت دیتا ہے۔ ہر مجلس اور ہر ضلع اپنے طور پر بھی قریبی علاقوں میں یہ خدمت جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس طرح سالانہ ہزاروں میڈیکل کیمپس کے ذریعہ لاکھوں مریضوں کو مفت علاج کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

☆ جن علاقوں میں پینے کے پانی کی قلت ہے وہاں مجلس انصاراللہ کی طرف سے ایک سو نلکے لگانے کا پروگرام جاری ہے۔

☆ غریب علاقوں میں سردیوں میں گرم پارچات جبکہ عیدین کے موقع پر کپڑوں کے تحفہ پیک کو بھی انصاراللہ نے رواج دیا ہے تا کہ بلاتفریق مذہب و ملت غریب لوگوں کو خوشیاں مہیا کی جائیں۔ سال 2014ء میں 5000 سے زائد جوڑے عزت نفس کو قائم رکھتے ہوئے مستحقین کو مہیا کئے گئے۔

☆ وہ اسیر جو معمولی جرمانوں کی عدم ادائیگی کے باعث رہائی سے محروم ہوتے ہیں، ان کے کوائف حاصل کر کے ان کی رہائی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس طرح دسیوں مظلوم و مجبور رہائی پا چکے ہیں۔

☆ فصل کے موسم میں مستحقین میں اناج کی تقسیم کا پروگرام بھی ہے۔ صرف گزشتہ سال 1775 من سے زائد اناج تقسیم کیا گیا۔

گزشتہ ایک سال میں 125 خون کی بوتلیں دے کر قیمتی جانیں بچائی گئیں۔

☆ جبکہ گزشتہ چند سالوں میں بیسیوں کی تعداد میں انصار اپنی آنکھوں کا عطیہ دے کر دوسروں کو بینائی دینے کا سبب بن چکے ہیں۔

☆ غریب و نادار افراد کی نقد امداد کا سلسلہ بھی جاری ہے، صرف گزشتہ ایک سال میں تین کروڑ کے قریب رقم سے ملک بھر کے انصار نے انفرادی طور پر غرباء و مستحقین کی نقد مدد کی۔

☆ جبکہ سالانہ دو ہزار کے قریب افراد کو روزگار مہیا کئے جانے کا انتظام ہوتا ہے۔

مجلس انصاراللہ کے 75 سال پورے ہونے پر

یہ دیکھ کر کہ ہر طرف اشرار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے
زرہیں دعاؤں کی لئے اس پار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

عمریں دراز ہوگئیں، جذبے جوان ہیں
دین متین کے سبھی زندہ نشان ہیں
ہاتھوں میں ڈالے ہاتھ یہ ہر بار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

گرچہ ہوائیں تیز تھیں، گرچہ خطر بھی تھے
دشمن کی اپنی چال تھی اور ہم نڈر بھی تھے
عزم صمیم لے کے کہ سالار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

ہم جان و مال و وقت اور عزت کے راستے
اے شاہ دوجہاں تیری عظمت کے واسطے
ہاتھوں میں لے کے عہد اور اقرار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

لجنہ ہماری زینتیں، خدام ہاتھ ہیں
اطفال ناصرات بھی دیکھو تو ساتھ ہیں
ہم ہو کے آج برسر پیکار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

پھر لوٹ آؤ! دور کی ساری حرارتو
اب ڈر نہیں، اے وقت کی گرتی عمارتو
پھر سے تمہیں اٹھانے کو معمار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

اب تک بسر جو زندگی کے سال ہو گئے
ہم جوبلی کے وقت میں خوشحال ہو گئے
ہر غم بھلا کے آج یہ سرکار! آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

قربانیوں کے دور میں نعمت خرید لی
ہم نے لہو کو بیچ کے جنت خرید لی
اخریٰ کو چاہنے تیرے بازار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

موتی خلوص کے ہیں تو کلیاں درود کی
حمد و ثناء زبان پہ رب ودود کی
اپنے گلوں میں ڈال کے یہ ہار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

اب دھند اور کہر کے بادل چھٹیں گے ہاں
دشمن دعا کے زور سے پیچھے ہٹیں گے ہاں
رُخ پر فرازؔ فتح کے آثار آ گئے
اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے

اطہر حفیظ فرازؔ

انصاراللہ کا نصب العین

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ قیمتی نوٹ انصاراللہ مرکزیہ کے تیسرے سالانہ اجتماع کے لئے رقم فرمایا تھا۔ جسے حضرت ابوالعطاء صاحب قائد عمومی مجلس مرکزیہ نے اجتماع کے آخری اجلاس منعقدہ 26/اکتوبر 1957ء میں پڑھ کر سنایا۔

جہاں تک انصار اللہ کے نصب العین کا تعلق ہے۔ یہ کوئی مشکل یا پیچیدہ مضمون نہیں ہے۔ انصاراللہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے مددگاروں کے ہیں اور اس سے مراد اس کام میں مدد دینا ہے۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم کر کے اللہ تعالیٰ دنیا میں سرانجام دینا چاہتا ہے اور قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ بنیادی طور پر یہ کام دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک لوگوں تک......احمدیت کا پیغام پہنچانا اور دوسرے جو لوگ اس پیغام کو قبول کریں انہیں اس پیغام کی حقیقت پر قائم کرنا اور یہی وہ کام ہے۔ جسے دوسرے لفظوں میں (دعوت الی اللہ) اور تربیت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کام ایک طرف تنظیم کو چاہتا ہے اور دوسری طرف اس کے لئے روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے انصار اللہ کا کام دراصل چار حصوں میں تقسیم شدہ ہے۔ اول (دعوت الی اللہ)، دوم تربیت، تیسرے تنظیم اور چوتھے اس کاموں کو چلانے کے لئے روپے کی فراہمی۔

پس یہی وہ نصب العین ہے جو انصار اللہ کے مدنظر ہونا چاہئے یہی وہ مقصد تھا۔ جس کے لئے حضرت مسیح ناصری نے من انصاری الی اللہ کا نعرہ لگا کر خدائی مددگاروں کو کام کی دعوت دی اور یہی وہ عظیم الشان مقصد ہے جس کے لئے ہمارے آقا حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ......کا کام بہت مختصر اور صرف بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں تک محدود تھا۔ لیکن مسیح (موعود) کا کام ساری دنیا پر وسیع ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود کو یہ الہام ہوا کہ

”ہم ایک نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں گے“

اس سے ظاہر ہے کہ احمدیت ایک عالمگیر انقلاب کا پیغام لے کر آئی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ کنویں کے مینڈک بن کر نہ رہیں۔ بلکہ اپنی نظروں کو چار اکناف عالم تک وسیع کر کے اور دنیا بھر کے مسائل کا جائزہ لے کر اس انقلاب کے لئے تیاری کریں۔ جو خدا تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ دنیا میں پیدا کرنا چاہتا ہے اور احمدیت کا پیغام دراصل (دین) ہی کے دور ثانی کا پیغام ہے۔ جس میں ہمارا خدا (دین) کو ساری دنیا میں اور ساری اقوام پر غالب کرنا چاہتا ہے۔ پس

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
بمفت ایں اجر نصرت راد ہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

ان اشعار میں حضرت مسیح موعود نے اپنی ساری جماعت کو جوانان کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ سب جوان ہیں بلکہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود سب احمدیوں میں جوانوں جیسی ہمت دیکھنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔ یاارحم الراحمین

(خاکسار: احمدیت کا ادنیٰ خادم مرزا بشیر احمد ربوہ
الفضل یکم نومبر 1957ء)

انصار کا عھد وفا

انصار ہیں انصار ہیں اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیار

دل عشقِ محمدؐ کی غُلامی سے ہیں معمور
مہدی کے ثنا خواں ہیں تو ہم خادمِ مسرور
خواہش کہ رہے پیشِ نظر چہرۂ دلدار

اپنی تو تمنا ہی فقط قُربِ خدا ہے
اس واسطے (دعوت الی اللہ) کا میدان کھلا ہے
جذبوں میں صداقت ہو تو ہر راہ ہے ہموار

ہر ہاتھ ہے تھامے ہوئے دامانِ خلافت
اپنے تو رگ و پے میں اطاعت ہی اطاعت
ہر فرد یہاں عجز و مروت میں ہے سرشار

سچائی و اخلاص پہ ہر آن قدم ہے
ہر ایک کے ہاتھوں میں محبت کا علم ہے
ہم بے کس و مجبور کے ہمدرد و مدد گار

اس دور میں ہر قوم ہی دُنیا میں مگن ہے
انصار کو پر دینِ محمدؐ کی لگن ہے
ہم نے بڑے چاؤ سے چُنی یہ رہِ دُشوار

ہم بیج ہیں بویا ہوا اک فصلِ عمر کا
ہر سمت گھنا سایہ ہے اس پاک شجر کا
ہر شاخ ہے اس پیڑ کی سرسبز و ثمر بار

کافی ہے ہمیں چشمِ خلیفہ کا اشارہ
رہبر بھی وہی ہے وہی دلدار ہمارا
ہر حال میں دربارِ خلافت کے وفا دار

پڑھائیں گے کُل دنیا کو ایمان کا کلمہ
اللہ کی توحید کے اعلان کا کلمہ
ہاتھوں میں دلائل کی ہے اک تیغِ چمکدار

تارک جو نمازوں کے ہوں ہم کو نہیں بھاتے
لنگڑے تو کبھی فوج میں رکھے نہیں جاتے
ہر غافل و بے دین سے ہم لوگ ہیں بے زار

رونق ہے (بیوت الذکر) کی تو انصار کے دم سے
لے آئے ہیں گھر والوں کو بھی عقل و فہم سے
فعّال ہیں خدّام، تو انصار ہیں ہشیار

انصار ہیں، انصار ہیں، اللہ کے انصار
ہم خدمتِ دیں کے لئے ہر آن ہیں تیار

ارشاد عرشی ملک

علم انعامی حاصل کرنے والی مجالس انصاراللہ پاکستان

1957ء تا 2014ء

نمبر شمار	سال	مجلس
1	1957ء	ملتان
2	1958ء	کراچی
3	1959ء	کراچی
4	1960ء	کراچی
5	1961ء	کراچی
6	1962ء	ملتان شہر
7	1963ء	کراچی
8	1964ء	کراچی
9	1966ء	پشاور
10	1967ء	پشاور۔کراچی
11	1968ء	کراچی۔پشاور
12	1969ء	لائل پور
13	1970ء	لاہور
14	1971ء	مارٹن روڈ کراچی
15	1972ء	مارٹن روڈ کراچی
16	1973ء	مارٹن روڈ کراچی
17	1974ء	اسلامیہ پارک لاہور
18	1975ء	اسلامیہ پارک لاہور
19	1976ء	اسلامیہ پارک لاہور
20	1977ء	اسلامیہ پارک لاہور وفیصل آباد
21	1978ء	ناظم آباد کراچی
22	1979ء	ناظم آباد کراچی
23	1980ء	عزیز آباد کراچی
24	1981ء	عزیز آباد کراچی
25	1982ء	گجرات شہر
26	1983ء	ماڈل ٹاؤن لاہور
27	1984ء	دارالذکر فیصل آباد
28	1985ء	دارالذکر فیصل آباد
29	1986ء	دارالذکر لاہور
30	1987ء	ربوہ
31	1988ء	ربوہ
32	1989ء	عزیز آباد کراچی
33	1990ء	ربوہ
34	1991ء	ربوہ
35	1992ء	عزیز آباد کراچی
36	1993ء	ربوہ
37	1994ء	ربوہ
38	1995ء	ربوہ
39	1996ء	ربوہ
40	1997ء	کریم نگر فیصل آباد
41	1998ء	بیت الاحد لاہور
42	1999ء	بیت الاحد لاہور
43	2000ء	دارالسلام لاہور
44	2001ء	دارالسلام لاہور
45	2002ء	ٹاؤن شپ لاہور
46	2003ء	دارالذکر فیصل آباد
47	2004ء	مغلپورہ لاہور
48	2005ء	مغلپورہ لاہور
49	2006ء	مارٹن روڈ کراچی مغلپورہ لاہور
50	2007ء	دارالذکر فیصل آباد
51	2008ء	ڈیفنس لاہور
52	2009ء	مغلپورہ لاہور
53	2010ء	دارالنور فیصل آباد
54	2011ء	ربوہ
55	2012ء	دارالنور فیصل آباد
56	2013ء	ماڈل کالونی کراچی
57	2014ء	ماڈل کالونی کراچی

اسنادِ خوشنودی حاصل کرنے والے اضلاع

1968ء تا 2014ء

نمبر شمار	سال	اول ضلع
1	1968ء	کراچی
2	1969ء	کراچی
3	1970ء	لاہور
4	1971ء	لائلپور
5	1972ء	لائلپور
6	1973ء	لائلپور
7	1975ء	لائلپور
8	1977ء	فیصل آباد
9	1978ء	فیصل آباد، کراچی
10	1979ء	فیصل آباد
11	1980ء	فیصل آباد
12	1981ء	فیصل آباد
13	1982ء	کراچی
14	1983ء	کراچی
15	1986ء	لاہور
16	1987ء	فیصل آباد
17	1988ء	کراچی
18	1989ء	لاہور
19	1990ء	کراچی
20	1991ء	کراچی
21	1992ء	کراچی
22	1993ء	اسلام آباد
23	1994ء	کراچی
24	1995ء	کراچی
25	1996ء	اسلام آباد
26	1997ء	اسلام آباد
27	1998ء	اسلام آباد
28	1999ء	کراچی
29	2000ء	کراچی
30	2001ء	لاہور
31	2002ء	اسلام آباد
32	2003ء	کراچی
33	2004ء	لاہور
34	2005ء	سانگھڑ
35	2006ء	لاہور
36	2007ء	لاہور
37	2008ء	لاہور
38	2009ء	سیالکوٹ
39	2010ء	کراچی
40	2011ء	کراچی
41	2012ء	لاہور
42	2013ء	کراچی
43	2014ء	کراچی

اسنادِ خوشنودی حاصل کرنے والے علاقے

1970ء تا 2014ء

نمبر شمار	سال	اول علاقہ
1	1970ء	صوبہ سرحد
2	1971ء	صوبہ سندھ
3	1972ء	صوبہ سندھ
4	1973ء	صوبہ سندھ
5	1975ء	صوبہ سندھ
6	1977ء	صوبہ سندھ
7	1978ء	صوبہ سندھ
8	2005ء	لاہور
9	2006ء	لاہور
10	2007ء	گوجرانوالہ
11	2008ء	لاہور
12	2009ء	فیصل آباد
13	2010ء	فیصل آباد
14	2011ء	فیصل آباد
15	2012ء	لاہور
16	2013ء	گوجرانوالہ
17	2014ء	لاہور

اگر آپ زندگی چاہتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔"

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول ص:165)

دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

"چالیس سال سے اوپر عمر والوں کا نام انصاراللہ رکھا گیا ہے۔ اس عمر میں انسان اپنے کاموں میں استحکام پیدا کر لیتا ہے اور اگر وہ کہیں ملازم ہو تو اپنی ملازمت میں ترقی کر لیتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سرمایہ سے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔ پس آپ کا نام انصاراللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں اور یہ توجہ مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں۔ تاکہ آپ کو دیکھ کر آپ کی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے"۔

(سبیل الرشاد جلد اول ص 135)

بقیہ از صفحہ 7: انصار اللہ کا کردار

یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ جب مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا۔ (مومنوں) کا (مومن) ہونا ہی ناقابل تلافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے سبھی ضلع کے مقام پر بھی کوئی (مومن) باقی نہ رہا وہ یا تو پاکستان چلے گئے یا قتل کر دیئے گئے تو ...... قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے ...... جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات چھوڑنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں کے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے اور جن کو بلاخوف تردید مجاہد قرار دیا جاسکتا ہے اور جن پر آئندہ کی تاریخ فخر کرے گی۔ کیونکہ امن اور آرام کے زمانہ میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی ہے۔

ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہئے جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پرواہ نہ کریں۔ اب بھی ...... قادیان کے درویشوں کے اسوۂ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت واحترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دینا چاہئے''۔

(مرکز احمدیت قادیان۔ برہان احمد ظفر ص280)

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ) لکھتے ہیں کہ تقسیم ہند کے بعد جب قادیان کا محاصرہ کر لیا گیا تو ابا جان حضرت مصلح موعود (بانی انصار اللہ) کا خط ہم سب بھائیوں کے نام ملا جس میں آپ نے لکھا:

جہاں تک ظاہری حالات اور ہماری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان کی فوج کی مدد سے سکھوں کے جتھے قتل عام شروع کرنے والے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں تم سب بھی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم سب بھائی بشاشت سے اور ہنستے مسکراتے خدا کی راہ میں جان دینا۔ کسی قسم کا خوف تمہارے چہروں پر بھی نہ آئے۔

(یادوں کے دریچے ص58)

تحریک شدھی کے موقع پر ایک ایک بنگالی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بوڑھا ہوں اور میرے بیٹے راجپوتانہ میں دعوت الی اللہ کے لئے شاید اس لئے وقف نہ کر رہے ہوں کہ مجھے تکلیف ہوگی مگر خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ **اگر میرے 10 بیٹے ہوں اور وہ سارے کے سارے خدمت دین کرتے ہوئے مارے جائیں تب بھی میں کوئی غم نہیں کروں گا** بلکہ میں خود بھی خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو میرے لئے عین خوشی کا موجب ہوگا۔

(الفضل 15 مارچ 1923ء)

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت لکھا کہ میرا بھائی اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہے مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کے نتیجہ میں ڈرے نہیں۔ کمزور نہیں پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں شہادت کا جذبہ پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دکھ نہیں ہوگا۔ خدا نے ان کی یہ آرزو سن لی اور انہیں بھی جلد ہی شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ خط حضور کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے وہ شہید ہو چکے تھے۔ (الفضل 4 دسمبر 1989ء ص5)

آئندہ نسلوں کو وصیت

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رفیق حضرت مسیح موعود نے آنے والی نسل کو اس خدائی امانت کی حفاظت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

جب تک یہ الٰہی امانت ہمارے پاس رہی اور جہاں تک ہم سے ہوسکا ہم نے خدمت کی۔ اب حکمت الٰہیہ کے ماتحت یہ امانت آپ کے سپرد ہے۔ اس کا حق ادا کرنا آپ لوگوں کے ذمہ ہے۔ پس دیکھنا اسے اپنے سے عزیز رکھنا اور کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا۔

(رفقائے احمد جلد نمبر 9 ص279)

حضرت شیخ محمد اسماعیل سرساوی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود نے نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

ہم نے خلافت کی حقیقت کو سمجھا تھا کہ خلافت ہی ایسی ضروری ہے کہ جس کے بغیر (دین) کی حفاظت ہو نہیں سکتی۔ پس ہم نے اپنے وقت میں اپنے خلیفہ کی بھی حفاظت کماحقہ کر کے دکھا دی تھی اور حفاظت بھی کماحقہ کر کے اپنے پیارے خدا کی خوشنودی حاصل کر لی تھی۔ اب ہم تو بوڑھے ہو گئے اور ہڈیاں بھی ہماری کھوکھلی ہوگئیں۔ ٹھوکریں ہی کھاتے رہے اور ٹھوکریں کھاتے ہی اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ اب تمہارا نوجوانوں کا ہی کام ہے کہ آگے آگے قدم رکھو اور اپنے پیارے خلیفہ کی بھی حفاظت کرو اور خلافت کی بھی حفاظت کرو۔

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 6 ص78)

حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب آف کھارا متصل قادیان رفیق حضرت مسیح موعود (وفات 27 دسمبر 1969ء) اپنی اولاد کو بار بار یہی نصیحت کرتے کہ

مرکز کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنا۔ مرکزی نقطہ خلافت ہے۔ سب سے بڑھ کر عزت واحترام خلیفۃ المسیح کا ہے باقی سب آپ کے تابع ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 25 ص231)

الحاج احمد عکاشی صاحب علاقہ اردشر تنزانیہ کے نہایت دلیر مربی سلسلہ تھے۔ وفات سے قبل اپنے تمام خاندان کو جمع کر کے اپنی آخری وصیت ریکارڈ کی جس میں پورے خاندان کو جماعت احمدیہ سے ہر دم وابستہ رہنے کی تاکید کی اور کہا کہ اس بات میں ذرا بھر شبہ نہیں کہ روئے زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس میں شامل ہو کر انسان آنحضرت ﷺ سے سچی محبت کر سکتا ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 25 ص240)

عمریں دراز ہو گئیں، جذبے جوان ہیں
دین متین کے سبھی زندہ نشان ہیں
ہاتھوں میں ڈالے ہاتھ یہ ہر بار آ گئے
اے شاہ دو جہاں تیرے انصار آ گئے



سپورٹس ریلی 2002ء کے سٹیج پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور محترم چوہدری حمیداللہ صاحب سابق صدر مجلس و دیگر احباب تشریف فرما ہیں



سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ 1983ء کے موقع پر کھاریاں سے ربوہ سائیکل پر تشریف لانے والے انصار



سپورٹس ریلی 2012ء کے موقع پر رسہ کشی



سپورٹس ریلی 2009ء کے موقع پر والی بال کا دلچسپ میچ



مجلس انصاراللہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر مجلس کی طرف سے بنائے گئے یادگاری سوونیئرز

موتی خلوص کے ہیں تو کلیاں درود کی — حمد و ثنا زبان پہ رب ودود کی
اپنے گلوں میں ڈال کے یہ ہار آ گئے — اے شاہ دوجہاں تیرے انصار آ گئے



مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان۔ ڈائمنڈ جوبلی سال 2015ء



ایوان ناصر۔ دفاتر مجلس انصار اللہ پاکستان



سرائے ناصر نمبر 1 (گیسٹ ہاؤس مجلس انصار اللہ پاکستان)



سرائے ناصر نمبر 2 (گیسٹ ہاؤس)



سرائے ناصر نمبر 3 (گیسٹ ہاؤس)